رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ روپیہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں سے عـہ

فہرست مضامین
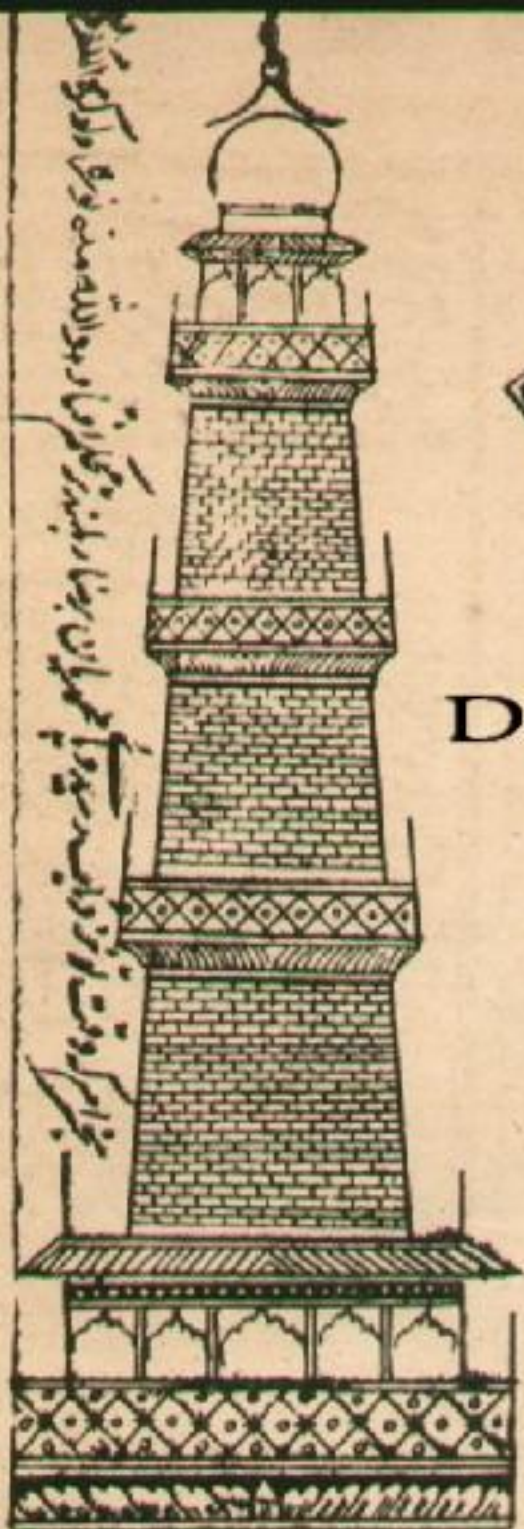
نمبر ۵ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نیا انتظام

بھائیوں کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ سے مدرسہ کا انتظام جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے زیر اہتمام تھا۔ خان صاحب موصوف نے محنت اور سعی سے جہانتک خدا تعالیٰ نے انہیں موقعہ دیا اور توفیق بخشی اس کو چلایا۔ بعض مصالح اور مجبوریوں کے سبب سے خان صاحب کو قادیان سے باہر رہنا ضروری معلوم ہوا اس لئے وہ مدرسہ کا انتظام اور نگرانی جیسا کہ چاہئے نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہ امر ان کی طبیعت پر شاق تھا کہ وہ اس طرح ان فرائض کے ادا کرنے سے قاصر تھے جنہیں وہ نہایت ضروری سمجھتے تھے۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام علیہ السلام نے ان کی تکلیف اور مجبوری کو مدنظر رکھ کے انہیں اس بار گران سے سبکدوش فرمایا اور مدرسہ کا انتظام پھر ایک کمیٹی کے سپرد کیا جس کے ممبر اصحاب ذیل ہیں۔

مولوی نورالدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب
شیخ یعقوب علی صاحب
اور خاکسار راقم۔

اب نہایت ضروری بات جس پر تمام قوم کو توجہ کرنی چاہئے یہ ہے کہ مدرسہ کیلئے مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں کہ قیام مدرسہ کی صورت دشوار معلوم ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ مومنین کے کام ابتدا میں ایسی شکلیں اختیار کرتے ہیں کہ ان کی نسبت کامیابی کی پیشگوئی کرنا دوربین کی نگاہ میں دور از کار امر معلوم ہوتا ہے مگر آخرکار خدا تعالیٰ کی نصرت حسب وعدہ ان کی دستگیری کرتی اور ان کے بگڑے ہوئے کاموں کو زمینی مدبروں کے کاموں سے بڑھ کر سنوار دیتی ہے کیا ہی مبارک اور ایمانوں کو بڑھانے والی تقریر فرمائی حضرت امام علیہ السلام نے اس سے اگلے دن جبکہ مدرسہ کو اپنے خدام کے سپرد کیا۔ فرمایا اس وقت جو مالی مشکلات ہیں ان کے لحاظ سے مضطرب نہ ہونا چاہئے۔ دیکھو سکھوں نے کتنا سرمایہ جمع کر لیا اور دکھا دیا کہ ان کے مدرسہ کی بنیاد مضبوط ہو گئی ہے۔ یہ حال ہے اس قوم کا جنکی ترقی زمینی اسباب کی بنا پر اور زمین پر ہے۔ ہماری ترقی خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق اور آسمان پر لکھی جا چکی ہوئی ہے ہمیں کبھی نا امید نہیں ہونا چاہئے اور فرمایا ہمارے تمام کاروبار کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ تمام رکاوٹوں کو ہماری راہ سے اٹھا دے گا۔ کوشش کرو اور کوشش سے نہ تھکو اور نہ ہارو۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اسباب اور جائز وسایل کو مضبوط پکڑو اور دعائیں بھی کرو وہ اپنے وعدوں کے موافق خود سب کچھ کر دے گا۔

اس وقت نہایت ضروری بات یہ ہے کہ دو ہزار روپیہ ہمارے پاس موجود ہو اور یہ گمشت چندوں سے بہت جلد جمع ہو جائے۔ اور ماہوار چندہ باقاعدہ ہو اور کوئی فرد بھی احمدی جماعت کا چندہ سے باہر نہ رہ جائے خواہ کتنی ہی قلیل مقدار اپنے ذمہ لے۔

بہت واضح اور پھاڑ کر لکھنا ضروری نہیں مناسب وقت اور تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ ہمارے بھائی ہر ایک کام سے اسے اہم سمجھ کر ہمت باندھ لیں اور ہر شہر میں کارروائی کر کے قوم اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ثواب اور اجر کے مستحق ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ وہ ان چند حرفوں میں اپنی طرف سے برکت رکھ دے اور قوم کے دلوں کو اس کار خیر کی طرف معروف کرے۔ اور ان کے قلب میں الہام کرے کہ ایک دفعہ ہی غفلت کو چھوڑ کر پوری سعی میں لگ جائیں

خاکسار عبدالکریم

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کے پہلے ہی صفحہ پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام اور اسکی موجودہ مشکلات اور ضروریات پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک مبسوط مضمون میں شائع کر چکا ہوں۔ اگرچہ اس کے بعد ضرورت نہ تہا کہ میں بہی کچھ لکہوں۔ لیکن محض حصول ثواب کی نیت سے کچھ کہنا ضروری سمجہتا ہوں۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں بہی میں نے اس امر کی طرف قوم کو متوجہ کیا تہا کہ ماہوار مستقل چندوں کا پورا انتظام اور التزام کیا جاوے کیونکہ ماہواری اور مستقل اخراجات یکمشت عطیوں سے پورے نہیں ہو سکتے یہ عطیے فوری اخراجات کے کام آسکتے ہیں

اب عید کی تقریب بالکل قریب ہے یہ موقع ہے کہ احمدی قوم خصوصیت کے ساتہہ اپنے قومی مدرسہ کی خبر لے۔ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے عید فنڈ میں حصہ لے اور عام طور پر ایک روپیہ فی کس یا علے قدر مراتب کم و بیش ضرور دے۔

قربانی کی کہالوں کا یہ انتظام کیا جاوے کہ ہر شہر کی انجمن احمدیہ خود احمدیوں سے کہالیں جمع کرکے انکو فروخت کردے اور قیمت سالم فنڈ میں بہیجدے۔

چونکہ آیندہ کیلئے جیسا کہ پہلے ہی صفحہ سے معلوم ہوتا ہے انتظام اب کمیٹی کی سپرد کیا گیا ہے۔ اسلئے عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے نام کسی قسم کی رقوم متعلق مدرسہ ارسال کرنیکی ضرورت نہیں ہے بلکہ مدرسہ کے متعلق کل روپیہ براہ راست

امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اس قدر اطلاع کے بعد میں یہ کہنا بہی ضروری سمجہتا ہوں کہ حضرت مخدوم الملۃ نے دو ہزار روپیہ قوم سے مانگا ہے۔ اس روپیہ کو عید فنڈ یا مستقل ماہوار چندوں سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اس سے الگ ہے جو مدرسہ کی بعض مشکلات مالی کے انسداد کیلئے ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو یہ روپیہ فراہم ہو جانا چاہیئے۔ الحکم کے ناظرین اگر توجہ کریں تو میں سمجہتا ہوں یہ رقم صرف یہی جماعت پورا کر سکتی ہے اور بڑی آسانی کے ساتہہ۔ پس میں الحکم کی برادری سے جو نوسو کے قریب [illegible] درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس دو ہزار کی رقم کو پورا کرنے کیلئے وہی بیڑا اٹہائیں۔

اور اس خیال سے کہ میں خود بہی اس تحریک میں داخل ہوں دو روپیہ اس مد میں داخل کرتا ہوں۔ اگر دو دو روپیہ فی کس ناظرین الحکم بہیجدیں تو ایک دن میں دو ہزار روپیہ ناظرین الحکم سے مدرسہ کو مل جاوے گا کیا میں اپنے محترم ناظرین سے امید رکہوں؟ کہ وہ اس کار خیر میں میرے ساتہہ شریک ہوں۔

ناظرین الحکم میں سے جو بزرگ چندہ بہیجیں وہ منی آرڈر کے کوپن پر خریدار الحکم ضرور لکہدیں تاکہ اس تحریک کے اثر کا اندازہ ہو سکے اور رسید سہولت سے دی جا سکے۔

اس تحریک کو ختم کرنے سے پہلے میں پہر کہتا ہوں کہ عید فنڈ اور قربانی کی کہالوں کا انتظام مستعدی کے ساتہہ کیا جاوے۔

مراسلت

آبیل مجہے مار

مدت ہوئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا معزز اور قابل قدر میگزین عیسائی صاحبان کو ہر ایک قلمی میدان بازی میں لاجواب کر چکا تہا مگر ۵۔۱۲ جنوری ۱۹۰۵ء کے اخبار طبیب علم کے مندرجہ مضمون بعنوان "مسیح کی عظمت پر قادیانی حملہ" کے پڑہنے سے شبہ پڑتا ہے کہ ابہی اس مذہب کے بعض پیروؤں میں کچھ حوصلہ باقی ہے افسوس کہ مضمون نگار صاحب جو اپنی محدود لیاقت کیوجہ سے خواہ مخواہ آبیل مجہے مار کے مصداق بنے ہیں۔ مسیح کی تعلیم کا کوئی اچہا نمونہ نہ دکہا سکے آپ ریویو آف ریلیجنز کے مضامین متعلقہ ذنب پر پرلے درجہ کے ناراض ہیں یہانتک کہ ریویو جیسے ناصح مشفق کو لفظ دشمن سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور بڑی بیباکی کے ساتہہ لکہتے ہیں کہ "نبیوں کی نکتہ چینی ضروری امر تہا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر نو مال صاحب واعظ انجیل ۱۶ مالوالہ علاقہ بار نے انجیل کو پڑہا ہی نہیں جب نکتہ چینی ضروری امر ہے تو پہر مسیح نے فقیہوں کی نشان طلبی پر ان دشنام آمیز الفاظ میں کیوں انکار کیا کہ "اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈہونڈتے ہیں" کیا فقیہوں کے برے پرکہنا اور نکتہ چینی ضروری امر نہ تہا۔ ہمیں راقم مضمون کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جو انہوں نے اپنے اس ریمارک سے ہمارے لئے بہی راہ صاف کر دی امید ہے کہ مسیحی صاحبان آیندہ اپنے فرضی خدا کی جانچ پڑتال پر برا نہ منائیں گے کاش کہ مسٹر نو مال صاحب ذنب کی بحث کو غور سے پڑہکر فیصلہ کرتے ریویو آف ریلیجنز نے جس خوبی سے اس بحث کو نباہا ہے وہ ہر پہلو سے صحیح اور قابل تسلیم ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے مسیحی دوست اتنا مادہ ہی نہیں رکہتے جو ایک آسان اور بالکل صاف بات کو آسانی سے سمجہ سکیں گویا ان کیلئے کسی بات کا سمجہنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا ہنس کیلئے باجا۔ لفظ ذنب پر جو اعتراض کیا کرتے ہیں وہ انکی سراسر نافہمی ہے سورہ فتح کو اگر غور سے پڑہا جاوے تو پہر امید نہیں کہ کوئی اعتراض پیدا ہو اسمیں تو ان غیر مہذب لوگوں اور بعض کمزور طبیعتوں کے ذنب کا تذکرہ ہے جو آیت انا ارسلنٰک شاہدا و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ ۔ اور آیت سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا و اہلونا فاستغفر لنا میں مخاطب اور بیان کئے گئے ہیں ان میں سے جو کامل ایمان لاکر اپنی کمزوریوں اور قصوروں کا اعتراف کرنے لگے تو خداوند کریم نے آنحضرتؐ کو بذریعہ وحی اطلاع دی کہ تیرے قصورواروں کے تمام سابقہ قصور معاف کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جو آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا میں مذکور ہیں۔ دیکہو اس سورہ شریف میں جو لفظ ما تاخر ہے یہ ایک پیشگوئی کے طور پر واقع ہوا ہے اسمیں ان لوگوں کا ذکر ہے جو آنحضرتؐ کے بعد ایمان لاکر اپنی تمام گذشتہ شوخیوں اور گستاخیوں کو چہوڑ دیا کرینگے سو بیشک اس پیشگوئی میں بہی ان کی مغفرت کی تصریح آیت وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصلحت منہم مغفرۃ و اجرا عظیما سے بہی ہوتی ہے کیا مسٹر نو مال صاحب معترض اور ایڈیٹر صاحب طبیب علم انجیل سے کوئی ایسی پیشگوئی تلاش کرکے دکہا سکتے ہیں؟ مگر اتنا کریں کہ تلاش کرتے وقت انجیل کی دیگر متعدد پیشگوئیوں کے علاوہ انجیل یوحنا کے باب ۱۶ کی اس آیت

"لیکن جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی جو کچہہ وہ سنیگی سو کہے گی۔ اور تمہیں آیندہ کی خبریں دے گی" کو نظر انداز نہ کریں تاکہ ہم معلوم کر سکیں عیسائی صاحبان کہاں تک انجیل پر عمل کرتے ہیں۔

غرضیکہ نامہ نگار صاحب نے از حد کوشش کی ہے کہ جسطرح ہو سکے عصمت کا تاج اکیلے مسیح کے ہی سر پر رکہا جاوے مگر ہم انا جیل کو تدبر کے ساتہہ پڑہتے ہیں تو فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ عیسائی صاحبوں کی یہ کوشش از راہ دور و محض تصنع اور تکلف اور خواہ مخواہ کی سردردی ہے۔

مثلاً انجیل مصنفہ متی باب ۱۹ کی آیت ۱۶ کو ہی دیکہئے اور اس نے (یعنے مسیح نے) اسے کہا تو کیوں مجہے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا۔ اس آیت سے ایک نہیں بلکہ دو مسئلے حل ہوتے ہیں ایک یہ کہ مسیح کو اپنی اندرونی حالت پر پوری اطلاع تہی جب ہی تو وہ خود نیک کہلانے سے انکار کرتا تہا دوسرا اس آیت سے یہ بہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح خدا نہیں تہا صرف ایک انسان ہی تہا۔ ورنہ انکار کرنے کے بعد ایک یعنے خدا کے اضافہ کی کیا ضرورت تہی۔ قرآن کریم نے جس مسیح کو پیش کیا ہے وہ فی الواقع خدا کا رسول اور برحق نبی تہا۔ نا کہ انجیل میں بہی اسی ابن مریم کا ذکر ہے جو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر یسوعی انجیل کے جانچنے پر ہمیں اسکی خدائی کا پتہ نہیں لگتا۔ چنانچہ انجیل متی باب ۸ میں لکہا ہے "اور یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیوں کیلئے ماندیں اور پرندوں کیواسطے بسیرے پر ابن آدم کیلئے جگہ نہیں جہاں اپنا سر دہرے" یہ عیسائی صاحبان کا خدا جو لومڑی ایسے ناچیز جانور کو ترجیح دیکر اپنی بے سرو سامانی پر افسوس کرتا ہے۔ اب ہم جب انجیل کے بیان کردہ خدا کے مقابل قرآن شریف کو پڑہتے ہیں تو ہمیں ایک ایسے زبردست اور وحدہ لاشریک خدا کو پاتے ہیں جو لہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض جیسی تمام دیگر صفات سے موصوف ہے۔ اور وہی حقیقی خدا ہے جو انجیلی خدا کے صلیبی موقع پر ایلی ایلی کرکے پکارا گیا۔

آخیر پر امید کیجاتی ہے کہ یسوعی صاحبان آیندہ سوچ سمجہکر اعتراضات پر جرح کہولا کرینگے۔

استفسار اور ان کے جواب

(۱) عید کی نماز کی ہر دو رکعت میں تکبیرین سات اور پانچ قبل از قرأت کہنی چاہئیں؟ یا سات پہلی رکعت میں قبل از رکعت اور دوسری رکعت میں چار قبل از رکوع۔ خود آپ کا عمل کس پر ہے اور کیوں؟ یعنی دوسرے طریقہ کے چھوڑنے کی کیا وجہ ہے؟

(۲) قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا صاحب نصاب پر؟ نصاب کتنا آجکل کے سکہ کے موافق و نصاب نامی یا غیر نامی؟ بیل زمین وغیرہ بھی نصاب میں آسکتی ہیں یا صرف زر و سیم۔

(۳) قربانی اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی (جیسا کہ صدقہ فطر) علیحدہ دینی چاہئے یا ایک ہی قربانی کافی ہے۔

(۴) قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت نہ کرائے یہ مستحبات سے ہے یا سنت یا واجب؟

(۵) بکری بھیڑ اہلحدیث کے نزدیک ۲ برس کی جائز ہے فقہا کے نزدیک ایک برس کی۔ آپ کا فیصلہ؟

(۶) قربانی کی کھال فروخت کرنیکی حدیث میں ممانعت ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ اس نے قربانی نہیں کی ہم چاہتے ہیں کہ کھال فروخت کرکے قیمت دارالامان بھیجدیں۔ فرمائیے؟ اگر اجازت ہے تو دلیل؟

(۷) قربانی عید سے کتنے دن تک جائز ہے اہلحدیث کے نزدیک ۱۳ تاریخ تک اور فقہا کے نزدیک ۱۲ تاریخ تک کس پر عمل کرنا چاہئے

(۸) نماز خسوف باجماعت قرأت جہر سے ہو یا علیحدہ علیحدہ پڑھیں اور بعد نماز خطبہ بھی جائز ہے یا نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں دارالامان میں نماز کسوف بھی باجماعت قرأت جہر سے کبھی ادا نہیں کیگئی حالانکہ سنت رسول صلعم سے ثابت ہے؟

جوابات

۱۔ عید کی نماز میں جو تکبیرین آئی ہیں ان میں علما کا اختلاف ہے جیسا آپنے ذکر کیا۔ مگر میں اس روایت کو ترجیح دیتا ہوں جسمیں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیرین اور دوسری میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیرین آئی ہیں حنفیہ کا مذہب کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت اور دوسری میں بعد قرأت کہنے یہی تابعین نے بھی کے

گو ہم پہلی روایت کو ترجیح دیتے اور اسپر عملدرآمد ہے لیکن اسکا جواب یہ کہ فقہا محدثین اور مدینہ طیبہ کا عملدرآمد یہ ہے جسکو ہم ترجیح دیتے ہیں۔

۲۔ قربانی کی نسبت وجوب اور نصاب اور پھر نصاب میں نقد نامی اور غیر نامی کا کوئی یقین اسواسطے میں آپ قربانی کو ایک امر مسنون یقین کرتا ہوں۔ اور تمام گھرانے کی طرف سے ایک ہی بکری دو مینڈھوں کی قربانی مسنون ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر یہی کرتے تھے ہاں اپنے نجبۃ الوداع میں بیبیوں کیطرف سے بھی علیحدہ قربانی فرمائی ہے مگر جبکہ امر مسنون ہے تو پھر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ نصاب آجکل کے سکہ کے مطابق بجے روپیہ ہوتے مگر قربانی کو اسمیں دخل نہیں۔ کیونکہ نبی کریم قربانی کرتے اور صاحب زکوۃ نہ تھے اور حضرت ابراہیم بے ریب بہت بڑے عظیم الشان دولتمند تھے جن کے وقت اس قربانی کا زیادہ رواج ہوا

۳۔ قربانی بچوں کی طرف سے بھی ہوسکتی ہے۔ ابوداؤد اور موطا میں بہت سی حدیثیں ہیں جنمیں بیان ہے کہ تمام گھر کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے۔

۴۔ قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت کرانے اسکا ثبوت احادیث سے ملتا ہے بہرحال ایام وہ حجامت نہ کرنا فرض یا واجب یا سنت ہے یہ ملف سے بہت بعید ہے اسکا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

۵۔ میں آپ بکری اور دنبہ کی نسبت یہ تحقیق رکھتا ہوں کہ بکری دو برس سے کم کی نہ ہو اور دنبہ ایک برس سے کم نہ ہو یہ ایک تعجب ہے کہ تمام ملک میں بھیڑ کا نام عرب میں نہیں اور نہ شریعت میں اس نام لیا ہے عربی میں ضان اسکو کہتے ہیں جو مکی ملا ہو۔ لیس عرب میں یہ تحقیقات کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس بھیڑ کو وہ نہیں جانتے اور زیادہ سے زیادہ اسکو ایک قسم کی غنم کہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے مولوی ان کا نام مدہ وہ ذکی کرتے ہیں یا بھیڑ۔ بس ہمارے ملک کی بھیڑ بکری میں داخل کرکے دو برس میعاد مقرر کرتا ہوں۔ اور دنبی کو ایک برس میں اور یہی شریعت سے ثابت ہے۔

۶۔ قربانی کی کھال فروخت کرنیکی ممانعت ہم نے حدیث میں نہیں دیکھی جیسے لکھی ہے اگر آپ کوئی حدیث بتلاوین تو پھر توجہ کرینگے۔ کیونکہ قربانی کی کھال گھر میں بھی رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ قربانی تو ذبح کا نام ہے۔ خود شام کپڑا بھیڑ اپنے گھر میں رکھ لیوے۔ اہراقت الدم کا نام قربانی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ رہتا ہے خواہ دیدے خواہ سارا رکھ لے۔

۷۔ قربانی ہمارے نزدیک ۱۳ تاریخ تک جائز ہے ہاں فقہانے ۱۳ تاریخ بھی رکھی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شامل میں ضرور اس امر میں کچھ فرق ہوا ہے۔

۸۔ نماز خسوف باجماعت جہری قرأت سے پڑھنا مسنون ہے۔ اور اس کے بعد خطبہ بھی ہے۔ یہ تو عام کتب احادیث میں مندرج ہے۔ چھوٹی سی چھوٹی بلوغ المرام ہے اسمیں کافی بحث ہے۔ دارالامان میں خسوف اور کسوف دونو جماعت سے پڑھی جاتی اور یہاں یہی رواج ہے۔ ہاں یہ جماعت مسنون ہے فرض نہیں۔ نورالدین

نوٹ از راقم الحروف۔ آپکے اس آخری اعتراض پر یہ ہے یہاں تو کسوف و خسوف کی نمازیں باجماعت ہمیشہ پڑھی جاتی ہیں اور ساتھ صدقہ و خیرات بھی کیا جاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بیمار ہو یا کسی اور باعث سے مجبور ہو تو وہ معذور سمجھا جاتا ہے۔ فضل الرحمن

مفید اور دلچسپ آئین

صنعتی تعلیم پر بختہ کار ایڈیٹر اتحاد لکھتا ہے۔ صنعت و حرفت کی تعلیم پر زور دینا تو درکنار ابکی کانفرنس میں اس کے خلاف تحریک کیگئی جس سے زیادہ کوئی حیرت انگیز کارروائی نہیں ہوسکتی۔ یورپ کی مکینکل انجنیرنگ تو بڑی چیز ہے مگر میں تو خیال کرتا ہوں کہ ہمیں معمولی قسم کی اپنی پرانی لوہاری۔ سناری۔ بڑھئی کے کام اور دستکاری کی تعلیم کیلئے بھی مدارس کھولنے چاہئیں۔ سچ پوچھئے تو یہ پیشے اب معمولی قسم کی کلرکی سے زیادہ مفید ہیں اور ہندوستان کی خوش اقبالی ہو اگر ہندو مسلمان مڈل یا انٹرنس پاس کرکے ان کاموں کو سیکھنے لگیں ان پیشوں کو اگر پڑھے لکھے لوگ اختیار کرنے لگیں تو ان کو اصولاً زیادہ ترقی دینگے ان کاموں کی وقعت و عزت بڑھادینگے آزادی و خودمختاری کی زندگی بسر کرینگے کام زیادہ ملیگا اور دولتمند بھی ہوسکینگے اور یہی لوگ اسوقت بڑے اور اعلیٰ درجہ کے انجنیر بن جائینگے جب ہندوستانیں مکینکس کو ترقی ہوگی۔

صنعتی تعلیم اور ملکی صنعتوں پر معزز ہمعصر ہندوستان نے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔ آجکل لاہور میں موٹر سائکل (انجن سے چلنے والے بائسکل) بھی آگئے ہیں کل ایک نوجوان موٹر سائکل پر سوار تیزی سے جارہا تھا انجن کی بھپ بھپ نے لوگوں کو متوجہ کیا جو دو تک موٹر سائکل نور کے سوار کے پیچھے بھونکتے دوڑے چلے گئے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ کیا ہندوستانی کتوں کے دلوں میں بھی حب الوطنی کا اسقدر مادہ ہوگیا ہے کہ وہ اس ملک میں غیر ملکی صنعتوں کو رواج پاتے دیکھنا گوارا نہیں کرسکتے!

نشان متقین

قسم متعددات مع و دوجو عظیم الشان نشان ہر بھائی نے سلسلہ عالیہ کی حقانیت و صداقت پر ان لاکھوں نظر ہے جو باوجود مسلمان کہلانے کے کفر اور انسانی دل و دماغ کو تیرہ سمجھتے ہے خدا نے ... کردی ہے اور اسلام کے مخالفوں کی نظر میں اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی کا زبردست گواہ ٹھہرا ہے۔ اور اس نے ثابت کر دیا کہ اس کے ساتھ الٰہی تائیدات اور تصرفات کا اسلام سچا نور ہے کیونکہ اگر یہ سلسلہ فی الحقیقت انسانی منصوبہ یا ظاہری سامان کا نتیجہ ہوتا تو ایسی صورت میں کہ کل ملک کے لوگ دشمن اور ہلاک کرنیکی فکر میں تھے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ جس کے منشا اور ارادہ کے خلاف یہ سلسلہ تھا اس کو دشمن ہوتا اور یہ اسکی ہلاک ہوتی اور نام و نشان مٹ جاتے بجائے اس کے کبھی کسی شک و شبہ نہ رہتا مگر یہ کہ کامیابی اور ہر قبول اور مشہور گروہ کامیابی رجوع جو پیشگوئی کے مطابق نکلی ہیں نے بتادیا کہ وہ سب جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں۔ واقعی غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا کوئی ایسا مفتری و کذاب کامیاب ہوسکتا ہے جو باوجودیکہ بقول مخالفین ہمیشہ مشکلات میں گرفتار رہا ہو اور پھر بھی الہامات اور پیشگوئیاں شائع کرتا جاتا ہو یہ طاقت اور حوصلہ مفتری اور کذاب کو ملسکتا ہی نہیں۔ یہ امر مخصوص ہے خدا تعالیٰ کے ماموروں ہی کے ساتھ۔

غرض

کچھ شک نہیں یہ عظیم الشان نشان قابل ہر کہ یہ ہمیشہ یاد رکھا جاوے اور کسی مفید یادگار کی صورت میں باقی رہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری پہلی تحریک پر قوم میں اس مسئلہ کی حرکت پیدا ہوگئی ہے۔ اگرچہ ابھی اس تحریک نے ... مگر میں یقین کرتا ہوں کہ اس سے بہتر مفید صورت ... سرعت اس امر پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ... نگاہیں ہوتی ہیں اس بارے میں حضرت حکیم الامت کے نام سے پیش کیا جاوے جب ایک خلیفۃ المسیح کی ... حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار اور اشاعت کی ... بزرگان ملت جو تجویز کرینگے وہ ہر حال مفید و بابرکت ہوگی مرضی الہی ... صنعتی شاخ کا سوال بھی ... توسیع مسجد اور کشتی نوح والا موعودہ مکان ... کیونکہ اس کے متعلق بھی پیشگوئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال جو امر مفید ہوگا اس پر ... بزرگوں نے حضرت حکیم الامت کی خدمت میں ... ملک اور مدرسہ کی اعانت ... الحکم میں شائع ... ہوجائیگا۔

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

نماز کی حقیقت ۔ یہ کتاب میں ایک جگہ مکمل کر چکا تھا کہ مجھ کو احباب نے اکثر مسائل فقہیہ پر مجھے توجہ دی کہ خدام محمدی کا کام میرے جیسے ہیچمرز کا نہیں تاہم چونکہ مجھے میں نے بزرگان ملت خصوصاً حکیم الامت سے استفادہ کر کے میں ضروری مسائل متعلق نماز پر بحث کروں گا انشاء اللہ اسلئے جو صاحبان کوئی اعتراض یا قابل حل مسئلہ بھیجے ہوں وہ الحکم میں ... سوچ احمدی کی گرامی نامہ نگار نے چند سوال پیش کئے ہیں میں انشاء اللہ انکا لحاظ رکھونگا مگر مجھ سے فقیہ اور متکلم کا کام لینا چاہتے ہیں جو کچھ میری طاقت ہو کرونگا یا ہوں بہر حال ناظرین۔

مستقل خریداران کتب ۔ باوجودیکہ میں نے متواتر اعلان کیا ہے کہ جو لوگ دفتر الحکم کی شایع کردہ کتب کے خریدار مستقل بننا چاہتے ہوں اطلاع دیں لیکن اس اعلان سے پہلے کارخانہ الحکم جنکو مستقل خریدار تصور کرتا ہے انہوں نے بھی محض اسی وجہ سے اطلاع نہیں دی اگر شایع شدہ کتاب نہ ہو تو جلد اطلاع دیں کیونکہ میں اپنے ہاں کی کتابیں سردست سبقہ تعداد پر کرونگا جسقدر مستقل خریدار ہونگے۔

بذریعہ تار درخواست ۔ الحکم کے ناظرین میں یہ معلوم کر کے کسقدر خوش ہوں گے کہ اب محبوب اور مقبول کارخانہ کی تالیفات دسمبر سے بھیجی جانے لگی ہیں کہ بذریعہ تار درخواست بیعت بھیجنے والوں نے عاشق زار اور دراز جگہ پیدا ہو چلے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

توسیع اشاعت ۔ الحکم کی توسیع اشاعت میں ہفتہ زیر اشاعت میں چودھری غلام احمد صاحب بی۔ اے کشمیری اور حافظ نور احمد صاحب نے مستقل الحکم یا سے خریدار بھیجکر اعانت فرمائی اور علاوہ بریں چند احباب نے براہ راست شرف قبولیت بخشا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

تفسیر القرآن کا ابتدائی نمبر چھپ رہا ہے۔ کارخانہ الحکم میں پریس کی گنجایش نہ ہونے کی وجہ سے بعض دوسرے رسالہ کی پابندی سے مطبع میں دینے کی ضرورت پڑی ہے۔ خدا نے چاہا تو جلد مشکلات چھپائی کا بھی خاتمہ ہو جائیگا خدا کے فضل سے کوئی کچھ نقصان نہیں ہوا۔

سلک مروارید ۔ حصہ دوم اور نماز کی حقیقت طبع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدمات کے فیصلہ پر ایک رسالہ لکھنا تجویز فرمایا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بھی اچھی ہے۔ حضرت حکیم الامت کی طبیعت اس روز سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی صحت کی نسبت الہام ہوا بہت اچھی ہے۔ درس کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں موسمی حالت بدستور رہی سردی خوب چمکی۔ برفباری کا نمونہ نظر آیا۔ بعض بعض دن تو تالاب کا پانی بستہ ہو گیا لوگوں کے لئے ایک تماشا اور عجوبہ تھا بعض نے دودھ کی قلفیاں بنا کر کھائیں۔ ابھی تک آسمان پورا صاف نہیں۔

۴۔ قادیان میں امرتسر بٹالہ کے حوالہ سے عام بازاری افواہ تھی کہ ۷ فروری کو غضب کی برفباری ہوگی ... لاہور میں بھی ایسی افواہیں اڑیں جنکی تردید اخبارات کو کرنی پڑی۔

۵۔ ۷ فروری کو قبل ظہر اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل الہامات اور رؤیا سنائے

الہامات و رؤیا

۱۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

۲۔ انی مع الروح معک ومع اھلک

رؤیا ۔ ایک کاغذ دکھایا گیا جسمیں کچھ سفوف ... خط میں ہے اور سب انگریزی میں لکھا ہوا ہے جسکا مطلب سمجھ میں آیا کہ جسقدر روپیہ نکلتا ہے سب دیدیا جاویگا۔

۶۔ الہ داد ایک شخص گوجرانوالہ کے ضلع کا باشندہ داخل بیعت ہوا اور اس نے تبرکاً حضور سے قرآن شریف پڑھنا چاہا حضور نے سورۃ فاتحہ اسے پڑھائی۔

۷۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام کے متعلق صیغہ اول پر ایک مضمون حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کا دیا گیا ہے۔

۸۔ مالیر کوٹلہ سے ایک معزز رئیس نے لکھا کہ ایک مولوی صاحب اتفاق سے انہیں ملتے ہیں اسلئے وہ قادیان آکر تحقیق حق چاہتے ہیں۔ جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بے شک وہ آجائیں تحقیق حق کیلئے ہمیں کا دروازہ کھلا ہے وہ تحریری سوال کریں جواب تحریری دیدیا جاویگا۔ اس کے لئے یہاں آنا بھی چنداں ضروری نہیں۔ ہاں بصورت مباحثہ کوئی امر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمیں اصل مقصد اتمام حجت ہی ہے اسلئے الہام الٰہی کے موافق انجام آتھم میں وہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ

۱۔ جناب منشی بسنت لال صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ لالہ موتی لال صاحب کے واپس آنے پر تحصیل بٹالہ کے چارج سے سبکدوش ہوئے۔ منشی بسنت لال صاحب کی نسبت عام طور پر رعایا میں اظہار خوشنودی ہے۔ انکی انصاف پسندی اور بے لاگ طبیعت سے لوگ بہت خوش ہیں۔ اور لالہ موتی لال صاحب کی غیر حاضری رعایا نے محسوس نہیں کی۔ میں انکے متعلق پھر لکھوں گا۔ فی الحال اسقدر کہنا کافی ہے کہ وہ تحصیل بڑی ہی خوش قسمت ہوگی جہاں منشی صاحب موصوف تشریف لیجاتے ہیں۔

تحصیل بٹالہ کا چارج پھر لالہ موتی لال صاحب نے لیا ہے۔ لالہ صاحب موصوف کے متعلق تو کچھ کہنا ہی تحصیل حاصل ہے۔ آپ کے اخلاقی اور شریفانہ برتاؤ سے لوگ پہلے ہی سے مداح ہیں۔ ہاں مجھے نیازمندانہ طور پر شکایت ہے کہ انکی موجودگی میں **قادیان** کی صفائی اور سڑک بٹالہ کے پختہ کئے جانے پر پوری توجہ نہ ہونا افسوسناک امر ہے بجا نہیں رفاہ عام کا بہت بڑا خیال اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ پبلک کی تکالیف عامہ کا انسداد ہو خوش قسمتی سے لالہ صاحب موصوف پھر تشریف لے آئے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ سے شروع کئے ہوئے کام کو مکمل کرنے کی سعی کریں گے جسکی مجھے انکی ذات سے بہت بڑی توقع ہے۔ اگر انکی موجودگی میں یہ کام نہ ہوئے تو پھر کب امید کرنی چاہیے

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ خاص کیلئے میں ایک اور امر بھی پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے متصل ایک بڑی ڈھاب ہے جو قواعد حفظ صحت کے رو سے ملیریا فیور کے اثرات اپنے اندر رکھتی ہے چنانچہ عالیجناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور نے بھی ضروری سمجھا تھا کہ اسے پر کرا دیا جاوے اگر لالہ صاحب قادیان تشریف لاکر اس ضرورت پر غور کریں تو بہت بڑا احسان ان کا پبلک پر ہوگا۔

اور ایک کار خیر ان کے زمانہ کی یادگار رہ جائیگا۔ چونکہ لالہ صاحب الحکم کی رائے اور نیازمندانہ التجا پر محض اس لحاظ سے کہ وہ پبلک کو ملحوظ رکھے ہوئے ہوتی ہیں غور فرمایا کرتے ہیں اسلئے یہ امور پیش کئے گئے ہیں۔

افسران مال ضلع گورداسپور کی توجہ طلب

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ضلع گورداسپور کی مال افسری شیخ فیروز الدین ایسے منتظم اور با خبر شخص کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس نوٹ کو کامل توجہ اور غور سے پڑھیں گے۔

تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں حلقہ لیل کلاں کا پٹواری پنڈت دیاس فوت ہو گیا ہے جسکے لئے تجویز انعام ہو چکی تھی۔ امید کیجاتی ہے کہ پنڈت جی کے یتیم بچوں کے ساتھ محکمہ مال خاص سلوک کریگا اور وہ انعام جو اسکے لئے تجویز ہوا تھا ان کو دیا جائیگا اس وقت مجھے اسکے سوا اس امر پر روشنی ڈالنی ہے کہ اس خالی شدہ حلقہ پر کسی کو متعین کیا جاوے اگرچہ افسر مال صاحب اپنی منصبی حیثیت کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ باخبر اور واقف ہوں گے لیکن میں اپنی مقامی واقفیت کی بنا پر ایک شخص کا نام پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ پنڈت شنکر داس صاحب لیٹ منشی افسر مال رئیس قادیان کے صاحبزادہ پنڈت سری ناتھ سہائے ہیں۔ پنڈت شنکر داس صاحب نے اپنے دوران ملازمت میں محکمہ مال کی بہت کچھ خدمات کی ہیں جو ان کے سندات سے عیاں ہیں ان خدمات کے صلہ میں انکے بیٹے کے ساتھ کوئی خاص سلوک ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن ایک یتیم اور بیچارہ بیکس بیکسی کی حالت میں پڑا رہا اب جبکہ وہ بالغ اور ہونہار ہے اور امتحان پٹوار جو کہ محکمہ مال کے داخلہ کا دروازہ ہے پاس کر چکا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقوق پر نظر کر کے اسکی تقرری اس حلقہ لیل کلاں میں نہ ہو۔ میں تحصیل بٹالہ کے ذمہ دار افسر جناب تحصیلدار صاحب اور حلقہ کے گرداور دیوان جگن ناتھ صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی مناسب رپورٹ میں پر زور الفاظ میں اس نوجوان امیدوار کیلئے بلحاظ اسکے خاندانی حقوق کے سفارش کریں گے اور افسر مال صاحب سے تو مجھے پوری امید ہے کہ انہیں حق تلفی کی دادرسی کی کوشش سے دریغ نہ ہوگا پنڈت سری ناتھ سہائے کا تقرر اس حلقہ پر محکمہ مال کے تمام دیسی افسروں کیلئے اطمینان اور خوشی کا موجب ہوگا مجھے امید ہے کہ زیادہ لکھنے کی حاجت نہ ہوگی اور یہ مختصر نوٹ ہی کافی سمجھا جائیگا۔

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجود اس کے کہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسوں نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی شیطان اسے جنگل میں لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کروں انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل لائف نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا کہ یہ شخص ایک متدین، متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریاں یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاءاللہ العزیز دکھلانے کو طیار ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور غور سے دیکھو نامکمل اور ادھوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں اعلیٰ کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو بری تاثیر کی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے۔

اگر خود مسیح ہی کے زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا وہ کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اسوقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ ناظرین سے مخفی نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ کسطرح یہ روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب کے کنارہ کش ہو رہے ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا کرسمس کے موقعہ پر لے گیا تھا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہو گا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپرواہی کی موت میں مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کروں۔ آپ کو بخوبی علم ہو گیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جسکے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اسکے آپ دیکھتے ہیں کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں۔ انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہے تو اسپر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے ہر چند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت انجیل اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورت و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کر کے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہے ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایک وقت میں چار ملین پاؤنڈ [illegible] چھوڑ دیا اور اس رقم سے کئی ہزار سکول قائم کئے غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور ان لوگوں کا باوجودیکہ [illegible] ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکتے پھر بھی سرگرم اس میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے تبع ہیں سبق لینا چاہئے اور اشاعت اسلام کے وسائل اور ذرائع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری بھی تھا یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت اور اسکا نشان ٹھیرایا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا نام کاسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہئے تھا۔ پس ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہئے اور سجدات شکر بجا لانے چاہئیں جنہوں نے اس نبوت کے موعود کو شناخت کر لیا۔

پس بعثت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ اس سلسلہ کی اشاعت میں حصہ لیوے اور دامے درمے قدمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنے پاس رکھتا ہے۔ ناظرین کو اب میں دوسرے نظارہ پر لیجانا چاہتا ہوں۔ اسلئے آؤ [illegible] میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور ترقی کیوں ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں نے [illegible] کو مد نظر رکھکر اخبار میں دیا ہے [illegible] انشاپردازی [illegible] کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حصہ سے کوئی گھٹنا و بڑھنا دیکھے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھے
بعد ظلمت کے او جانے کو زمانے کوئی
آفتاب کا ڈوب کے پھر دن کو وہ چڑھنا دیکھے

[illegible] یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کیوجہ تنزل کر کے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورہ فاتحہ کی تو سے [illegible] کا درجہ ہے) پہنچتی ہے تو اسوقت اللہ رحمن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورہ فاتحہ اور یہی) مامور مرسل کا نزول ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا کو پھر سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قائم کر کے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلاوے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی جو انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنی خداوند کریم سے مکالمات کا شرف رکھتا ہو جو اخباری اور پیشگوئیوں پر مشتمل ہو کر بذریعہ وحی کے رنگ میں نازل ہوتے رہتے ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دیجاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ سچے زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبانی بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایک متعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ میں اس مامور کے تابعدار ہو کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہاں پہونچکر الرحمن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم اپنی محنت کو ضایع نہیں جانے دیتا۔ اور وہ اپنے عمل پر کیسے فخر کرتے ہیں۔

چونکہ صفت رحیمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کے طے کرنے کیلئے جو کہ اسباب کی ضرورت تھی وہ سب اس رحمن دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس عالم میں پہلے ہم جو خداوند کریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکہ کے ساتھ پڑے ہوئے تھے۔ انہیں معدوم علیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ ان کے شامل حال ہے وہاں پہونچکر بھی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دائرہ میں رہ کر ان کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے

وقل الحمد للہ رب العالمین
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمیٰ یعنی مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور سے انکار و استہزا میں کمر باندھتے ہیں تو وہ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہوا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبدالصمد ابن امام الدین حاجی سوداگر [illegible] ضلع [illegible]

رسید زر آمدنی مدرسہ

۹ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگو [illegible]
(۲) جماعت کپورتھلہ معرفت میاں عبدالمجید صاحب
(۳) مولوی محمد [illegible] کبیر والا ضلع ملتان
(۴) میاں نور الدین مقام [illegible]
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر [illegible]
(۶) شیخ ضیاء الدین صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible]
(۷) خلیفہ نور الدین صاحب جموں

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس [illegible] ڈاکخانہ [illegible] ضلع جالندھر

میزان کل
[illegible] روپیہ

آمد دربارہ یادگار پیشگوئی

۹ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء۔ منشی غلام نبی صاحب مدرس دوم مدرسہ [illegible] ضلع ہوشیارپور

میزان

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

۱۔ انسان دنیا میں چار قسم ہیں۔ بعض ایسی تربیت یا ملک یا تربیت وغیرہ کے باعث نیک اصول سادہ طور سے حاصل کرتے اور جو سکھائے جاتے وہ سچے اصول ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً آجکل ہم نے جسقدر ترقی کی ہے اور ہمیں اصول تک پہونچے ہیں جو ہاری ان نے ہمیں بتلائے تھے بالمقابل دوسری قوم ہے کہ بدبختی سے گندہ نجاست سے ایمان وغیرہ اونکو بتائے گئے ہیں۔ مثلاً نواحشات کی لڑکیاں مشرکوں اور بت پرستوں کی اولاد۔ ڈاکہ زن۔ چوتھے دغاباز۔ اپنی اولاد کو کیا سکھاتے ہیں۔ پس ایک قوم نے سادگی سے سچائی اختیار کرلی اور دوسرے نے سادگی سے بدی اختیار کرلی۔

دونوں کے اخیر میں ایک اور قوم ہے وہ وہ لوگ ہیں جو نیکی یا بدی کو ابتدا میں سیکھنے پر اونکی طبیعت میں چلبلاپن ہوتا ہے اور وہ دین پر اعتراضات کو سننے پر اوسطرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور اپنے اصولوں پر قائم رہتے مثلاً ایک شخص پادری کے وعظ میں بول اوٹھا کہ کیا تم کوئی شیخ سعدی سے بڑے آدمی ہو دیکھو تو اوس نے صاف کہا ہے کہ

توریت و انجیل منسوخ کرد

پس توریت اور انجیل منسوخ ہوچکی ہے۔

پس بعض وہ ہیں جو دوسروں کے اعتراضات کو اور سوال وجواب کو سنتے ہی نہیں۔ اور نہ انہیں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو سوال کو سنتے اور اسپر غور کرتے اور بعض وقت ان اعتراضات پر مائل ہو جاتے اور کہ اوٹھتے کہ یہ بات قابل قدر ہے۔ ان لوگوں پر جب سوال کی زد آکر پڑتی ہے تو گھبرا جاتے۔ اور کبھی تو خود جواب سوچتے اور کبھی کسی دوسرے سے جاکر دریافت کرتے ہیں۔

پس چوتھی قسم کے لوگوں کیواسطے ہی علم کلام کی کتابیں ہوتی ہیں مگر یہی چوتھے قسم میں سے وہ لوگ ہیں جو خود غور وخوض نہیں کرسکتے۔ پھر دوسروں سے جاکر دریافت کرتے ہیں پس مرزا صاحب نے بھی ایسے لوگوں کو ہی مخاطب فرمایا ہے۔ باقی اقسام کے لوگ تو بالکل محتاج نہیں ہوتے۔

۲۔ قرآن کریم کی راست بازی کی ایک باریک دلیل

جب کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ میں کامل ہوں یا میری کتاب کامل ہے۔ تو چونکہ کامل چیز دوسری کی محتاج نہیں ہوتی اسلئے ضرور ہے کہ وہ اپنے کمال کی آپ ہی دلیل بھی پیش کرے۔ اور اگر اس کے کمال کی دلیل کوئی دوسرا شخص دیتا ہے خود مدعی دلیل نہیں دے سکتا تو معلوم ہوا کہ وہ خود کامل نہیں۔ پس جو کلام خود اپنے کمال کا دعوےٰ کرے۔ اور اپنی خوبی کے دلائل بھی خود پیش کرے اور جس عقیدہ باطلہ کو وہ دفع کرنا چاہتی ہے اوس عقیدے اور اسکی برائی کو بھی بیان کرے تو وہ کلام کامل کلام کہلائیگی۔ مثلاً قرآن نے دعوے کیا ہے کہ شرک بری چیز ہے۔ اگرچہ اسکی نسبت قرآن میں یہ ذکر کثرت سے آیا ہے مگر میں ایک ذکر بطور مثال بیان کرتا ہوں۔

اغیر اللہ ابغیکم الٰہ وھو فضلکم علے العلمین۔ احمقو تم کہتے ہو کہ کوئی رب بنا دو خدا کے سوائے۔ خدا نے تو تم کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے۔ اور رب تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے ہیں آگ ہماری خادم ہے ضرورت کے وقت اوس کو جلاتے اوس سے کام لیتے اور جب چاہتے اسکو بجھا دیتے ہیں۔ علی ہذا القیاس۔ پانی۔ مٹی ہوا۔ سورج۔ چاند۔ لوہا۔ پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں پس شرک بتایا۔ اور اس کے برے ہونے کی دلیل بتائی۔

اسیطرح نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ شہد کی مکھی اور دودھ اور پھلوں وغیرہ کی دلیلیں ملاحظہ کرو پس قرآن میں ہر دعوے کی دلیل دیگئی ہے اور یہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا اصل ہے کہ ہم نے کبھی ۱۳ سو برس کی کتاب میں نہیں دیکھا۔

۳۔ مرزا سلطان احمد صاحب سے ایک کمشنر صاحب نے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کے الہام کے دعوے میں تمہیں بھی اتفاق ہے۔

جواب دیا کہ یہ سوال میرے نزدیک ایسا مشکل ہے کہ میں کیا جواب دوں۔ آپ کمشنر اور میں تحصیلدار پھر میں بیٹا اور مرزا صاحب میرے باپ۔

بہر حال میں یہ کہدیتا ہوں۔ کہ کیا خدا رازق تھا۔ اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہاں تھا۔ کسطرح اسلئے کہ وہ اب بھی رازق ہے۔ کیا خدا خالق تھا۔ ہاں تھا اسلئے کہ آج بھی خالق ہے۔ پس کیا خدا کسی کے ساتھ ہمکلام ہوتا تھا ہاں ہوتا تھا پس آج بھی کسی سے ہمکلام ہوتا ہے۔

۴۔ آریہ لوگ بعض اوقات سوال کر بیٹھتے ہیں کہ دنیا میں خدا نے پہلی کتاب ہی کیوں کامل نہ کردی بار بار کتابوں کے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔

جواب۔ خدا کا کلام۔ خدا کا قول ہے اور دنیا خدا کا فعل ہے۔ اور خدا کے فعل میں ضرورتوں پر اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً ریل آج کیوں بنی۔ پہلے کیوں نہ ایجاد ہوئی۔ پس پہلے بادشاہ ایسے ظالم تھے کہ مخلوقات کو ایک گاؤں سے نکلکر دوسرے گاؤں تک جانیکی اجازت نہ ہوتی تھی۔ تو اگر اسی وقت ریل ایجاد ہوتی تو لوگ سوار ہو کر کہاں جاتے یا محاصل و اسباب تاجروں کا لوٹ لیا جاتا تھا تو لندن سے کوئی شخص اسباب تجارت شیشہ پلاور بمبئی لایا اور بمبئی کے بادشاہ نے اوسے لوٹ لیا۔ تو وہ ایسی تجارت سے کیا فایدہ اوٹھاتا۔ یا مثلاً ایک بچہ کو تولد ہوتے ہی عمدہ سے عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کباب کا نام لاکر کھلادو تو یہ تمہاری غلطی ہوگی کیونکہ اسوقت اوسکو ماں کے دودھ کی ضرورت ہے نہ کہ تمہارے لذیذ کبابوں کی پس قبل از ضرورت مدلل کتاب کا آنا غیر ضروری تھا پس جسطرح بچہ سکھایا اور تربیت دیا جاتا ہے اسیطرح اللہ تعالے نے خلقت کو سکھایا ہے۔

اسیطرح خدا کی وحی بدون تحریک کے نہیں ہوتی میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جبتک قلق۔ اضطراب اور گھبراہٹ طلب کی نہ ہو اوسوقت تک قطعاً نکات معرفت حاصل نہیں ہوتے۔ پس یہ نکتہ معرفت کا ہے خدا کے حضور میں تو سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ پر خدا کے نزدیک وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی لیے میرا خیال ہے کہ لیکچروں اور وعظوں کے واسطے بھی قبل از وقت تیاری نہیں کرنی چاہئے۔ یا ایک کتاب کا مسودہ تحریر کرکے بہت مدت رکھ چھوڑنا اور بہت دیر کے بعد اسکو چھاپنا غلطی ہے کیونکہ اگر وقت پر خدا کی توجہ ہو تو وہ خود حسب ضرورت مضامین سمجھا دیتا ہے۔ پس اوس زمانہ میں مخلوقات انسانی دنیا میں تھوڑی تھی دوسرے بلاد میں اونکا کوئی تعلق نہ تھا۔ نہ بیماریاں اس کثرت سے تھیں اور نہ ایسی تحریکیں تھیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کیوں کسی چیز کو بلاضرورت اور بدون طلب نازل کرتا مثلاً لوہا۔ سنکہ۔ کوئلہ۔ وغیرہ اشیاء پر نظر کرو۔ انکو ظاہر نہیں کیا جبتک کہ انکی ضرورت دنیا کو محسوس نہیں ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حرکت ہوگی۔ اور دنیا کی قومیں آپس میں ملجاوینگی پس ایسی کتاب نازل کرنی چاہئے جو کل دنیا کے واسطے جامع ہو۔ فقط

نوٹ۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم خدا کے فضل سے اسی اصل سے متفق ہے کہ پہلے نہیں لکھتا ہے وقت پر لکھتا ہے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن پر نواب فتح نواز جنگ مرحوم

دفتر کے بعض کاغذات کی ترتیب کرتے ہوئے مجھے عالیجناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب مرحوم کے مراسلات کے تین خط ملے جو آپنے نہایت قدردانی سے میری تفسیر القرآن پڑھکر لکھے تھے۔ جن سے نواب صاحب مرحوم کا وہ عشق جو آپ کو قرآن کریم سے تھا معلوم ہوتا ہے اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان خطوط کو جو خاص تفسیر القرآن کے متعلق ہیں الحکم میں بطور یادگار کے درج کروں۔ اور اس سے یہ بھی فایدہ ہوگا کہ علیگڈہ کالج سے تعلق رکھنے والے بزرگ جو نواب صاحب مرحوم سے بھی دوستانہ تعلقات رکھتے ہونگے شاید فایدہ اوٹھائیں۔

ایک خط میں لکھتے ہیں۔ جناب مولانا السلام علیکم تفسیر دوسرے پارہ کی صرف ایک ربع تک ہے اور پھر ماہواری تفسیر القرآن جو شروع ہوئی ہے یعنے ماہ جنوری سے وہ تلک الرسل کے ایک رکوع بعد سے ہے تو یہ باقی تفسیر کیا ان سے براہ عنایت بھیجدیجئے۔ دوسرے پارہ کی تفسیر مجھے پہونچی ہے وہ صفحہ ۴۸ تک ہے۔

مجھے اس تفسیر میں عجیب مزا ملتا ہے خدا آپ کو اسکا اجر عظیم دے۔ والسلام

اس کے بعد پھر دوسرا مفصل خط ہوا جس میں لکھا۔ "السلام علیکم۔ میں آپ کی تفسیر کو بہت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور نہایت دلچسپی سے پڑھتا ہوں اور میری دلی خواہش ہے کہ اس میں آپ کو مسلمانوں سے پوری اعانت ملے کہ آپ اس عظیم الشان کام کو پورا کرسکیں جہانتک مجھسے ممکن ہوگا میں اسکے خریداروں کو آپ کے لئے جمع کرونگا۔"

پھر اس خط میں علیگڈہ کالج کے طیار کردہ نوجوانوں کیطرف کہ یہ گروہ اس سلسلہ میں ہی آئیگا۔ اس خط کے موافق آپ نے تفسیر القرآن کی اشاعت تعلیم یافتہ گروہ میں شروع کی۔ چنانچہ مسٹر محمد رفیق صاحب جج عدالت خفیفہ اور مسٹر شوکت علی صاحب بی۔ اے اور مسٹر امتیاز علی صاحب بی۔ اے وغیرہم صاحبان کے نام سے جاری کرایا جو اب تک بھی جاری ہے۔ اس سلسلہ کو ایکدفعہ یاد آگیا ہے اسلئے میں الحکم کے ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کیلئے دعا مغفرت کریں۔ کیا عجب کہ نواب صاحب مرحوم سے محبت رکھنے والے اس سے تعلق رکھنے کو بڑا فایدہ اٹھائیں۔

حضرۃ اقدس کی پرانی اور چھوٹی تحریروں سے

ان مضامین کو کوئی شخص ہماری اجازت بغیر بصورت کتاب شائع کرنیکا مجاز نہیں (ایڈیٹر)

بحکم کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ خاص بار سے گروہ علی صدق حضرۃ احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی اور چھپی تحریروں کو بھی وقتاً فوقتاً شائع کرتا ہے ذیل میں ایک مضمون مذہب اور سات کے عدد کے عنوان پر میں درج کرتا ہوں یہ ایک لطیف اور چھوٹا مضمون ہے جو مجھے خان صاحب مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کے عطا کردہ تحفہ سے ملا تھا۔ (ایڈیٹر)

مذہب اور سات کا عدد

جاننا چاہیے کہ جس مفہوم کو ایک پہلو کے اعتبار سے **مذہب** کہتے ہیں اسی مفہوم کو دوسرے پہلو کے لحاظ سے **شریعت** بھی کہتے ہیں اور تیسرے پہلو کے لحاظ سے اسکا نام **صراط** بھی ہے اور چوتھے پہلو کے لحاظ سے اسکو **دین** بھی کہتے ہیں اور پانچویں پہلو پر نظر رکھکر وہ **ملت** کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور چھٹے پہلو کے رو سے اسکا نام **مشرب** بھی ہے اور ساتویں پہلو کی وجہ سے وہ **نحلہ** کے نام سے نامزد ہے۔ سو درحقیقت ایک مذہب اسی وجہ سے کامل کہلائیگا جبکہ وہ ان ساتوں ناموں کے لحاظ سے اپنے اندر **سات قسم** کی خوبیاں رکھتا ہو۔ کیونکہ جبکہ اسکو واضع حقیقی کرنے **سات لقب** دیے ہیں اور وہ لقب ابتداء دنیا سے چلے آتے ہیں تو یہ بحث دلیل اس بات پر ہے کہ ایک کامل مذہب کا کمال ان سات لقبوں کے مفہوم کی تحقیق پر موقوف ہے اور وہ **سات خوبیاں** باعتبار ان لقب کے یہ ہیں۔

(۱) پہلی خوبی **مذہب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے جسکے معنے روش ہیں اور وہ یہ کہ اخلاقی اور عملی تعلیم معقولی روش پر ہو اور افراط و تفریط سے پاک ہو یعنی کسی راہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے کیونکہ جیسے جسمانی صحت انسان کے جسمانی مواد کے اعتدال پر موقوف ہے اسی طرح روحانی صحت کے لیے روحانی حالات کا اعتدال ضروری ہے۔ پس جو تعلیم اخلاقی اور عملی اعتدال پر قائم کر گئی کچھ شک نہیں کہ وہ روحانی صحت کی موجب ہوگی اور بلاشبہ روحانی صحت ایک کمال مطلوب ہے۔

(۲) دوسری خوبی **شریعت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور شریعت کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت لغت کی رو سے اُس راہ کو کہتے ہیں جو نمایاں اور روشن ہو اور مشتبہ نہ ہو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جس میں کوئی تاریکی نہ ہو اور کوئی بات اُس کی زبردستی ماننی نہ پڑے اور عقل سلیم اسکے ہر ایک عقیدہ اور اصول کو شناخت کر سکے تا انسان ضعیف البنیان تکلیف مالایطاق کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔

(۳) تیسری خوبی **صراط** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور صراط لغت عرب میں ایسی راہ کو کہتے ہیں جو سیدھی ہو یعنی تمام اجزاء اُسکے اپنے اپنے موقع پر واقع ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت عین محاذات پر۔ اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اُسکے بعض اصول دوسرے اصولوں سے نشیب و فراز نہ رکھتے ہوں بلکہ باہم پوری تناسب پایا جاوے جو ایک خط مستقیم کے نقاط میں باہم متحقق ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی خوبی **دین** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور دین لغت عرب میں اطاعت اور جزاء اطاعت کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جو اُس میں کامل اطاعت کی ہدایتیں موجود ہوں اور نیز کامل جزا کے وعدے بھی ہوں اور واضح ہو کہ دین کا لفظ لغت عرب میں محض اطاعت اور نیک اعمال کی جزا کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر نیک اعمال کے چھوڑنے سے جو کچھ انسان اپنے لیے آپ ایک بد نتیجہ پیدا کر لیتا ہے بطریق مجاز اُس کو بھی دین بولتے ہیں۔

(۵) پانچویں خوبی **ملت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور ملت لغت عرب میں راہ کے چلانے کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اُس میں منزل مقصود تک پہونچنے کے لیے ایسے کامل اور جامع وسائل ہوں جنکے التزام سے جلد تر یہ راہ طے ہو سکے۔

(۶) چھٹی خوبی **مشرب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور مشرب لغت عرب میں اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی پیا جاتا ہے سو اس مفہوم کے لحاظ سے کامل تعلیم کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ ہر ایک انسانی قوت اُس سے اپنی پیاس بجھا سکے مثلاً روح جو حقیقی نجات اور سچی خوشحالی کی پیاسی بنائی گئی وہ واقعی طور پر گناہ کی لذت سے متنفر ہو کر ایک پاک لذت میں جو شربت شیریں کی طرح مستغرق ہو اور عقل جو ہر ایک عقیدہ اور حکم پر استدلالی طور پر اپنی تسلی چاہتی ہے وہ کامل تسلی کے پانے سے سیراب ہو اور دنیوی زندگی میں ہی شراب طہور ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے **سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا** یعنی خدا سچے مومنوں کو ایک ایسا شربت پلا رہا ہے جو اُن کو اندرونی گندگیوں سے پاک کرنے والا ہے۔

(۷) ساتویں خوبی **نحلہ** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور نحلہ لغت عرب میں باریک امر تحقیق کو کہتے ہیں اور نیز شہد کی مکھی کو سو اس مفہوم کے لحاظ سے کامل تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ دقائق توحید اور دقائق تقوے اور دقائق عبادت اور دقائق اخلاق میں سے کوئی بات اُس سے فوت نہ ہو اور جس طرح شہد کی مکھی خلاصہ اُن تمام پھولوں کا کھینچتی ہے جو اُس کی نظر کے سامنے ہیں اسیطرح قانون قدرت کے تمام پھولوں کا خلاصہ اسکے اندر ہو اور نحلہ عطیہ بے استحقاق کو بھی کہتے ہیں جو محض فضل کے طور پر ہو اور اس معنی کے رو سے بھی تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ اصل عطا یعنی آنکھ اور کان اور عقل اور قیاس اور کشف اور الہام اور جو کچھ انسان کو ترقی کے لیے قوتیں دیگئی ہیں یہ تعلیم اُن قوتوں کی خادم ہو اور اُن کو بیکار نہ کرے کیونکہ عطیہ زائدہ جو بطور فضل ہے وہ صرف اسی حالت میں فضل کہلا سکتی ہے جو اصل لعنت سے اشارہ ہو اور اصل لعنت میں قائم اور موجود اور مستعمل رہے ضائع اور برباد نہ ہو جاوے۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات ایک شخص کے اپنے الفاظ میں

فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کو آدم بننا چاہیے۔ آدم سے مراد کامل انسان ہے جب انسان کامل آدم بنجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم سجدہ (اطاعت) کا دیتا ہے اور اسکے ہر ایک کام کو خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے سرانجام کرتا ہے لیکن آدم کامل بننے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا خدا سے سچا اور پکا تعلق ہو جب انسان ہر ایک حرکت اور سکون حکم الٰہی کے نیچے ہو کر کرتا ہے تو وہ انسان خدا کا ہو جاتا ہے تب خدا انسان کا والی وارث ہو جاتا ہے اور پھر اُس پر کوئی مخالف دست اندازی نہیں کر سکتا۔ لیکن جو آدمی جو احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتا خدا بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ جیسے کہ آیت کریمہ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا سے ظاہر ہے یعنی نافرمانوں پر جب وہ خدا کرنے پر آتا ہے تو ایسی لاابالی سے عذاب کرتا ہے کہ عذاب کسی ہلاکت سے اُنکے بال بچوں کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اُن کا حال اُن کے مرنے یا والدین کے بعد کیا ہوگا جیسے کہ آیت کریمہ **مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ** یعنی خدا کو تمھاری پروا ہی کیا ہے اگر تم اس کی فرمانبرداری میں کوشاں نہ ہو اور اُس کے احکاموں کو بے پروائی سے دیکھو۔

فرمایا کہ دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں لیکن کوئی اُن کے مرجانے پر فکر نہیں کرتا اس کا کیا باعث ہے یہی کہ اُن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسیطرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی جسکا خدا پر کوئی بھروسا نہیں ہوتی جو کہ سچا تعلق نہیں رکھتا ہے۔ اگر خدا سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ جو زیادہ بدتر ہیں۔ ایک انس احکام الٰہی ہے (جو ہو وہ کامل آدم ہے ورنہ وہ مردہ کیڑا ہے) دوم مخلوق الٰہی سے دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کئی ایک محض بے گناہ قید ہو جاتے ہیں اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں مگر اسکا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے احکام کی پوری پیروی نہیں کرتے اور دعاؤں سے اسکی پناہ نہیں چاہتے اور شریعت میں بالکل لاپروا ہوتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی ان سے لاابالی کا معاملہ کرتا ہے ورنہ ان کا خدا سے سچا تعلق ہوتا تو ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے دوستوں کو دشمنوں کے ہاتھوں میں یوں چھوڑے۔ کیونکہ وہ **وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ** اور **نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ** کا وعدہ کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا۔ اسی طرح اگر ہم میں ہر ایک آدم بنے تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے۔

فرمایا کہ کامل انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہوگا۔ دیکھو جب آپ نے اپنی جان اپنا مال اپنی حیات ممات رب العالمین پر قربان کر دیے یعنی سارے کے سارے خدا کے ہو گئے تو کیسا خدا اُن کا ہوا اور کیسے فرشتوں سے انکی مدد کی۔ اگر وہ فرشتوں

سے مدد نہ کرتا تو ممکن نہ تھا ایک یتیم بچہ دنیا کو مغلوب کر لیتا۔ حکم وَاذْکُرُوا ذِکْراً کَثِیْراً کا وہی عامل گذرا ہے یعنی لڑائی کے وقت جب جھاگ منہ سے جاری ہوتا ہے اور مارے غصے کے آدمی جل رہا ہے اُسوقت بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ خدا کو یاد کر کے کسی پر وار چلاتا۔ اُن دشمنانِ دین کے مقابلہ پر جنھوں نے سیکڑوں صحابہ کو ذبح کر دیا تھا فتح مکہ پر کیسا خدا کو یاد کیا اور کیسا ترحم دکھایا۔

فرمایا کہ خدا کا بننا اسطرح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک گھنٹہ اور رات میں انسان ذکر الٰہی میں رہے۔ ذکر الٰہی سے مراد یہ نہیں کہ تسبیح پکڑ لے بلکہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت اُسکو اسبات کا خیال ہو کہ آیا یہ کام خدا کی مرضی کے خلاف تو نہیں جب اسطرح انسان کامل بنجاتا ہے تو خدا اُس کا بنجاتا ہے اور حسب وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُسکو ہر موقعہ پر غموم و ہموم سے بچا لیتا ہے بظاہر اکثر ایسے لوگ ہیں کہ وہ آدمی ہوتے ہیں لیکن حالتِ کشف میں اُنکو کتوں اور گدھوں کی شکل میں دیکھا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا کا قرب اور نیز لمبی زندگی بھی انعام (اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ) میں شامل ہے۔ مخالفین اس انعام میں مسیح کو تو شامل کرتے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بے نصیب رکھتے ہیں۔ کیوں اُنکو اس عقیدہ سے شرم نہیں آتی اور لمبی زندگی اسطرح انعام میں شمار ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اور مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ یعنی نافع چیز کو درازی عمر نصیب ہوتی ہے اور خدا دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پروا نہیں کرتا۔ پس ثابت ہوا کہ جو دین سے غافل نہ ہو اُس کی ہلاکت اور موت میں خدا جلدی نہیں کرتا۔

فرمایا کہ ہمارا سلسلہ منہاج نبوۃ پر ہے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح ہمکو بھی ان یہودی صفت مسلمانوں اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ کیا یہ مولوی ہمکو رطب و یابس اور ضعیف حدیثوں اور قولوں سے جیتنا چاہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام تورات اور انجیل کی آیات کو محرف قرار دیا۔ جو آپ کے حَکَم ہونے کی معارض تھیں یا اُن کے ایسے معنے کیے جو آپ کے سلسلہ اسلام کے موافق ثابت ہوئیں۔ اور ان آیات کے معنے خداداد فراست اور الہام سے کیے اور اہلِ کتاب کے غلط معنوں کو رد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری موجودہ تورات اور انجیل کو صحیح قبول نہ کیا بلکہ کئی ایک آیات کو محرف اور کئی ایک کے معنے صحیح طور سے بدل لیا کیے اسی طرح ہمارا سلسلہ ہے۔ ہم بطور حَکَم کے آئے ہیں کیا حَکَم کو یہ لازم ہے کہ کسی خاص فرقہ کا مرید بنجاوے۔ بہتر فرقوں میں سے کس کی حدیثوں کو مانے۔ حکم تو بعض احادیث کو مردود اور متروک قرار دے گا اور بعض کو صحیح۔

فرمایا بڑے بڑے صریح ظلم مظلوموں پر ڈھائے جاتے ہیں اور ہمارے سامنے ظالموں سے کوئی چنداں باز پرس نہیں ہوتی اسکا باعث بھی خدا تعالیٰ نے اسی آیت میں فرمایا ہے مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ یعنی خدا کو تمھاری پروا کیا ہے اگر تم دعاؤں اور عبادات الٰہی میں تغافل اختیار کرو۔ بیشک ظلم اور دست درازیاں مظلوموں پر ہوویں کوئی پروا نہیں کی جاوے گی۔ جب تک وہ مظلوم خدا سے سچا تعلق بذریعہ صراطِ مستقیم پیدا نہ کر لیں۔ اور مظلوم پر ظلم اسلیے ہوتے ہیں کہ مظلوم خود ذبیحہ بکری یا کپڑے کی طرح ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا سے سچا تعلق نہیں رکھتا ورنہ ممکن ہے کہ خدا جو اُس کا دین و دنیا کا متکفل ہو اور اسکی حفاظت کا ذمہ وار ہے پھر اُس پر کیسی ظالمانہ مخالفت کا وار چلنے دے۔

(از ملفوظات محمد خان مرحوم)

انتخاب اور اقتباس

دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے۔ یہ وہی معاصی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوتی رہی ہیں سو اُس غیور خدا سے ڈرو جس کی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے اگر خداوند ذوالجلال سے خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اسکی عظمت بٹھاؤ گے تو وہ تمھیں ضائع ہونے سے بچائے گا اور تم اور تمھاری اولاد بچ جاوے گی اور خدا کا رحم تمھارا حامی ہوگا اور ایسے اسباب پیدا کرے گا جن سے یہ زہریلا مادہ دور ہو جاوے اور اگر دنیا میں مست ہو کر خدا کی پروا نہیں رکھو گے اور گناہ پر سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے کہ تمھاری تمام تدبیریں بیکار کر دیوے اور ایسی راہ سے تمھیں پکڑے کہ تمھیں معلوم نہ ہو۔ دیکھو یہود میں جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اُسوقت جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے ترنجبین اور بٹیروں کی غذا تھی۔ وہ یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آئے گی مگر جب اُنھوں نے نافرمانی شریعت کی اور فسق وفجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔ (الصلح)

جو شخص روح کی سچائی سے **دعا** کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک **مخلص صادق** کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شاہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور انکی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لیے دکھ ہے سو یہ اطمینان اور روح کی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دعا سے ملتی ہے مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مراد پانے یا نامرادی کو دیکھ کر **مدار فیصلہ** اسی کو ٹھیرا دیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے **اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ تسلی حقیقی اور سچی خوشحالی کے مرادیابی کی دولتِ عظمیٰ پاتے ہیں**

(ش)

جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لاپرواہ ہو کر عمر گذارتے ہیں اُن کے علوم و فنون روحانی جذبات انکو ہرگز صاف نہیں کر سکتے اور کم سے کم اتنا بھی اسلام کا کہ دلی یقین اسبات پر ہو کہ **خدا ہے** ان کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا اور جسطرح وہ لوگ اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو اُنکے صندوق میں بند ہو یا اپنے ان مکانات پر جو اُن کے قبضہ میں ہوں ہرگز ہرگز انکا ایسا یقین خدا پر نہیں ہوتا وہ سم الفار کھانے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ایک مہلک زہر ہے لیکن گناہوں کے زہر سے نہیں ڈرتے حالانکہ یہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں اِنَّہٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَہَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْہَا وَلَا یَحْیٰی پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہے وہ قرآن شریف کو بھی نہیں پہچان سکتا ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے مگر قرآن شریف کی ہدایتیں اُس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جس پر قرآن شریف نازل ہوا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اسکا قائم مقام ٹھیرایا گیا۔ (شہادۃ)

نظم

اللہ اللہ رے شیرینیٔ کلامِ احمد
جیسی وقعت ہے جا عزت غلامِ احمد

شکر صد شکر ہے اوج پہ اختر اپنا
پھر سنایا ہمیں مولیٰ نے کلامِ احمد

فرق سایہ میں نہیں اصل سے اصلاً صاحب
ذاتِ شاہِ عربی عین غلامِ احمد

جس نے ایمان کی دولت ہو ازل میں پائی
قرب اُسکو ملا ہے غلامِ احمد

چرخ چارم پہ نہیں گر وہ مسیح تیری قسم
جس میں ہیں تو ہو مسیحے و غلامِ احمد

خال ہندو کا ترے ہند و عجم ہندو ہے
شام تیری ہی حقیقت میں ہے شامِ احمد

قادیاں دار امن جنت ہادی و سلام
یاں جا دے اُسے ہو جسکے سلامِ احمد

تیری تبلیغ پہ ہو جاں ہے مری جان فدا
یہ تو تبلیغ ہے تبلیغ پیامِ احمد

تک بھی تیری سلامی پہ کمربستہ ہوا
دیکھیے تنے گا وہ دن بھی بنامِ احمد

تیسرے زلف سنبل ہیں تیری روم و زنگ
تیرے کاکل نے کھپایا ہے یہ دامِ احمد

رخ الفت پہ ترے مہر ہے شیدا
تیری ابرو ہے کھنچی یا ہے حسامِ احمد

نور کے لوح پہ اک صورت تنویر بنی
تیری ہے رتبہ جہاں میں ماہ تمامِ احمد

اہل حدیث اور احمدی

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر اپنے طرز تحریر میں وہ رنگ اختیار کرتا جاتا ہے جو اُس کے دعوے اور شان ثنائی ہی کے خلاف نہیں بلکہ ایک مومن متقی کبھی بھی اسکو پسند نہیں کر سکتا بشرطیکہ وہ مومن اور متقی نہ ہو جو بقول مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جھوٹ بول کر اور فاسق فاجر ہو کر بھی متقی رہتا ہے (دیکھو شہادت مولوی ثناء اللہ بمقدمہ کرم دین) یہی وجہ ہے کہ میں بہت ہی کم مولوی فاضل صاحب کی ان تحریروں پر نوٹس لیا کرتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھنے کے عادی ہیں کیونکہ ان میں معقولیت اور متانت کے خلاف زیادہ تر استہزا اور تمسخر ہوتا ہے۔ تاہم میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں انکی کسی ایسی تحریر پر نوٹس لیا تھا جو انھوں نے احمدیوں کو کرشن، مسیح، نبی کہنے کے متعلق لکھی تھی۔ ہر چند مجھے توقع بھی کہ چونکہ میں نے نہایت سلامت روی۔ متانت شعاری اور معقولیت سے ان کے اعتراض کو رفع کیا ہے اسلیے وہ نیک دلی اور انصاف پسندی سے اپنے غلط آمیز بیہودہ اعتراض کو واپس لے لیں گے +

مولوی فاضل صاحب اسپر اور بھی جوہر طبع دکھانے پر آمادہ ہوئے ہیں اور ۲۰ جنوری کے اہل حدیث میں اسی مضمون پر لیڈر لکھ مارا ہے میں نے اس آرٹیکل کو نہایت غور سے خالی الذہن ہو کر پڑھا ہے لیکن اس میں بجز سب وشتم ایک بھی معقول بات مولوی فاضل نے پیش نہیں کی میں نے لکھا تھا کہ "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے" اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب جو مفسر قرآن بھی ہیں (بقول خود) رقمطراز ہیں کہ اہل حدیث نام رکھنے کے برخلاف کوئی آیت قرآنی ہمنے تو نہیں دیکھی۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ مفسر اور مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب کو اس مقام پر چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کریم کی وہ آیات پیش کرتے جہاں لکھا تھا کہ ہمنے تمہارا نام اہلحدیث رکھا ہے یا اپنی ایجاد پسند طبیعت سے هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ہی کا یہ ترجمہ کر دیتے مگر وہ ایسا نہیں کر سکے یہ عجیب طرز استدلال ہے کہ چونکہ قرآن کریم میں اس کے برخلاف کوئی آیت نہیں ہے اس لیے یہ نام نامناسب اور ناموزوں نہیں میں حیران ہوں اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ایسی جدت طبع کل کو یہ کہدے گی کہ میں تو کتا ضرور رکھاؤں گا کیونکہ قرآن کریم میں اسکے خلاف کوئی حکم نہیں تو کون دانشمند ان کے طرز استدلال کو تسلیم کرے گا +

مولوی صاحب! آپ کو تو مناظرہ کا بہت شوق ہے مگر آپ یہ کیا کہتے ہیں!!! میں نے آپکے **اہلحدیث** لفظ کی ترکیب تو پوچھی تھی جو آپ بحث لے بیٹھے تاہم میں آگے چل کر آپ کی اس ترکیب سے بھی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی فائدہ اُٹھاؤں گا +

حضرت حکیم الامۃ کا جو قول آپنے نقل کیا ہے (گو میں نے وہ کتاب نہیں دیکھی) لیکن میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور نہایت ہی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ کلام حضرت حکیم الامۃ کا اسی طرز اور نہج کا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات میں پایا جاتا ہے مثلاً آپکے پاس کوئی شخص آیا اور اُس نے بہترین نیکی پوچھی تو آپ نے ماباپ کی خدمت فرمادی اور پھر دوسرے وقت کسی نے ایسا ہی سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی اور کلام فرمایا۔ کوتاہ نظر و نیچ اسکو تخالف سمجھ لیا حالانکہ بات یہ تھی کہ جس قسم کا مریض روحانی آپکے پاس آتا اُس کے موافق نسخہ تجویز فرماتے۔ اسی طرح حضرت حکیم الامۃ کا کلام حکمت سے لبریز ہے مگر مولوی فاضل صاحب

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس گوہر حکمت کو پا سکے جس مسئلہ میں وہ کتاب لکھی گئی ہے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ پر عمل کی کمزوری پائی جاتی تھی اور مسلمان **حدیث** کے نام سے قریباً ناآشنا تھے حضرت حکیم الامۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار اور آپ کی سنت صحیحہ کے سچے عامل تھے آپنے وہ دعا کی اور خدا نے قبول فرمائی یہی قبولیت دعا تھی جو انھیں احمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز **احمد قادیانی** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لے آئی۔ اور اپنی آنکھوں سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **اُسوہ حَسَنہ** اور نمونہ کاملہ دیکھ لیا اور جس مسئلہ پر زور دیا تھا مہدی علیہ السلام نے بھی قائم رکھا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہ مراد ہے جو آپنے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلا سکتا ہے جو صحیح بخاری کی حدیث صحیحہ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے مصداق سے انکار کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت صحیحہ کی (معاذ اللہ) تکذیب کرتا ہے کہ آنحضرت نے مسیح کو مُردوں میں دیکھا؟ اور وہ باوجود اسکے مصر ہے کہ وہ زندہ ہے +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کریم کے نصوص صریحہ مُتَوَفِّیْکَ اِلَیَّ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے برخلاف مسیح کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانیکا مستحق ہے؟ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فیصل شدہ قضیہ کو جو مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کی آیۃ پڑھکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا غلط تسلیم کرکے کہتا ہے کہ نہیں اسمیں مسیح کی موت کو مستثنیٰ کیا گیا تھا؟

مولوی فاضل صاحب! خدا سے ڈرو۔ آپ **اہلحدیث** کہلانے کا کیا حق رکھ سکتے ہیں اگر اہلحدیث کا مفہوم وہی ہے جو آپنے لیا ہے اور جو میرے نزدیک صحیح ہے اسی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ آپ قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف لیا اس مفہوم کے موافق سچے اہل حدیث ہم ہیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قول کی تصدیق کی۔ اور آپکے مفہوم و منشاء صحیح کے موافق آنیوالے **ابن مریم** کو اور ہاں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظہر اور بروز کو تسلیم کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **سلام** کہا۔

اب میں آپ کو یہ بھی مژدہ سناتا ہوں کہ حضرۃ حکیم الامۃ کی **دعا** کا وہ آخری جزو بھی پورا ہوگیا۔

کہ اہل حدیث کو بُرا کہنا بدعتیوں کی نشانی ہے

مولوی فاضل صاحب! گھر کی خبر لو اور گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھو یہ مجھے ہی سزاوار ہے کہ آپکو مخاطب کر کے کہوں اَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ تمہاری روسیاہی کی یہی وجہ ہے جو بعد ایمان تمنے انکار کیا ہے۔ تم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مدعی تھے اسلیے تمھیں چاہیے تھا کہ خدا کے جری اور مسیح موعود کے منکر نہ ہوتے اور اسی لیے قرآن کریم میں تہدید کی گئی تھی کہ تَکُوْنُوْا اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ مگر آپنے نہ قرآن کریم کی پرواکی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی اسی تخفیف نے آپ کو اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ کا مصداق قرار دیا ہے +

مجھے آپ کی اسحالت پر سخت افسوس آیا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **حکیم الامۃ** کی اس دعا کو پڑھکر میرے دل میں حضرت حکیم الامۃ کی **عظمۃ** بہت بڑھ گئی ہے اور میرا ایمان عرفان کے رنگ میں تبدیل ہوگیا ہے کہ یہ

شخص خدا کا برگزیدہ اور ولی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں

غرض

اہلحدیث کی ترکیب اور حکیم الامۃ کی دعا کے استدلال سے آپ کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچا یا وہ تو ہمارے ہی مفید ثابت ہوا پس اب مجھے پھر حق ہے کہ کہوں "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے"

اور آپ یہ بھی ثابت نہیں کرسکے کہ کیوں آپ کو عیسائی یا یہودی نہ کہا جاوے جبکہ آپ حضرت عیسیٰ کی نبوۃ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی شریعت کے قائل ہیں۔

بلکہ جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ **مسیح ابن مریم** کی آمد [illegible] اسی آسمان پر [illegible] منتظر ہیں اور تو آپ اسے قبول کریں تو مولوی فاضل صاحب! ایمان سے کہو کہ پھر **آپ کے عیسائی ہونے میں کیا شک رہا**۔ یہ امر اور بھی قوی ہو جاتا ہے جبکہ آپ کے ان معتقدات پر نظر کی جاوے جو انکی نسبت آپ رکھتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ ہے اور مس شیطان سے وہی پاک ہے نہ اور کوئی نبی اور رسول۔ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسا ہی جبکہ منکران **مسیح موعود** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک پر یہودی ٹھیرائے گئے ہیں اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کو ماننے والے ہیں تو آپ کو بڑے فخر سے کہنا چاہیے کہ **میں مولوی ثناء اللہ مولوی فاضل**

مسیح موعود کا منکر ہو کر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول پاک کی تصدیق کیلیے یہودی کہلانے کو طیار ہوں

مگر میں یقین کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے تصدیق نہیں کی اور اسوجہ سے آپ اہل حدیث نہیں اسی طرح سے آپ اس قول کے مصداق بننے کو بھی طیار نہ ہونگے لیکن جس اصول مذہبی کی بنا پر ہم اہلحدیث ہیں اور جیسے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مسیح کو تسلیم کر لیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی تصدیق اپنے عمل سے کی ہے اور آپ اسکے منکر اور اسی اسرائیلی مسیح کے قائل اور منتظر ہیں تو ہمیں حق ہے کہ آپ کو ان معنوں کے لحاظ سے عیسائی اور یہودی قرار دیں +

آپ اگر اہل حدیث اصلی اور سچے معنوں میں کہلانا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم بنیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موعود اور بشارت الیہ مسیح موعود کی تصدیق کریں ورنہ اسرائیلی مسیح کو ایسے خصائص سے متصف ماننا جو اوروں میں نہیں اور اس کا منتظر رہنا مولوی صاحب عیسائیت نہیں تو کیا ہے؟

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے اس طرز استدلال پر نظر کروں جو **احمدی کے کرشن پیچھی ہونے** کے متعلق مکر کیا ہے اور لکھا ہے

"مگر تم لوگ تو ایسے نہیں تم نے نسبت محمدی کیوں چھوڑ دی کیوں احمدی بنے؟ صرف اس لیے کہ تمہارا احمد جو درحقیقت غلام احمد ہے... محمد علیہ السلام سے پیچھے آیا تھا اسلیے تم نے محمدیت کی نسبت کو چھوڑ کر احمدیت کو اختیار کیا"

مولوی فاضل صاحب! یہ سچ ہے ؎
ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست + **ہمارا احمدی کہلانا** تو عظیم الشان خوبی کی بات تھی مگر افسوس ہے کہ آپ کی چشم عداوت ہمکو دیکھنے نہیں دیتی + ایمانداری اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ ہماری تحریروں

اور خود حضرت احمد قادیانی کی تصنیفات سے اپنے مطلب کی تائید میں کوئی دلیل لاتے مگر انکو چھوڑ کر لودھیانوی سعدی کی وحی پر آپ کا عمل ہے تو میں آپکو معذور سمجھتا ہوں۔

اور آپ سے امید انصاف رکھنا غلطی ہو گی میں پھر کہتا ہوں کہ حقیقی تقوی اور ایمان کا نشان تو یہ تھا کہ احمدی مسلمان کہلانے کے متعلق جو نوٹس حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف سے شائع ہوا تھا اسکی عبارت آپ کوٹ کرتے مگر یہ کیونکر ہوتا (آپ کے نزدیک تو جھوٹ بولکر اور منہیات کا عامل بھی متورع متقی رہتا ہے)

میں آپ کی رہنمائی کے لیے اس اشتہار کی چند سطریں درج کر دیتا ہوں اور پھر دیکھونگا کہ آپ کہاں تک دیانتداری اور انصاف سے کام لیتے ہیں سنیے جب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری ہونے والی تھی تو ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود نے ایک نوٹس جاری کیا تھا اس کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزوں ہے جسکو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کے لیے پسند کرتے ہیں اور وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ اسکو **احمدی جماعت کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں یہی نام ہے جسکے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**

اور اس فرقہ کا نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا **احمد** صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم **محمد** جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنھوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم **احمد** جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور **صلح** پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم **احمد ظہور کرے گا** اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات

ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام **احمدیہ** رکھا جاوے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں"

یہ اقتباس صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ہم **احمدی** کیوں کہلاتے ہیں اور ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان ما بہ الامتیاز کیا امر ہے۔ **مسلمان فرقہ احمدیہ** کیسا مبارک نام ہے اب مجھے صرف اس امر پر کسی قدر بحث کرنی ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل انبیاء علیہم السلام کی شیون کے جامع ہیں اور آپکے اسم احمد کے مظہر ہیں اس لیے احمدی کہنے میں وہ سب شیون آ جاتی ہیں۔

مولوی فاضل صاحب ایڈیٹر اپنے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے لکھتے ہیں "آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دینگے راست بازی سے بتلا ناکہ مرزا جی نے جو سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمھارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درختوں پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا وغیرہ"

میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر کو** نہایت دیانتداری اور راست بازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالےٰ ابھی دونگا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب **ایمانداری** اور راست بازی سے قبول کر لیں گے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ حملہ ہے اور سنرگوئی کا نشان ہے ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمانوں کا کام نہیں پھر مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں الحکم کے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجیے مولوی فاضل صاحب سنیے اور اگر خدا ترسی ہے اور مر کر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکے قبول فرمائیے اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تو میں سمجھ لونگا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کیا بجز پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا

تھا۔ کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا حضرت کرشن جی کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت کرشن جی کو راستباز اور مقرب درگاہ الٰہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریروں میں عام ہے اسلیے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں سیالکوٹ سے پہلے ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اس میں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

"خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا توہین کرتا ہے"

پھر فرمایا "جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اس میں آیا ہے **وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ**"

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے اب آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا اور اس لاہور کے لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپنے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۷ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے۔

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اس میں کیا **شک** ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے خدا کی تو رانی

تجلی انپر اُتری تھی اسلیے وہ اوتار کہلائے۔

کیوں مولوی ناصر صاحب! اب آپکی راست بازی (ایمانداری) اور انصاف آپکے لیے کیا حکم دیتا ہے۔

اگر ابھی کسر ہے تو میں ایک اور حوالہ دیتا ہوں شاید آپ کو سبق مل جاوے تسیم دعوت نامی کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰ حضرت نے شائع کی تھی اسکے صفحہ ۴۲ پر راجہ رامچندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے۔

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنکی راست بازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

مجھے اُمید ہے کہ دوست اسی قدر حوالے میرے اس دعوی کی تائید اور تصدیق کے لیے کافی ہونگے اور آپ کو متنبہ کرینگے لیکن اگر ابھی آپ اپنی ضد سے باز نہ آئے تو میں آپکی خاطر اس سے بھی کئی سال پہلے کی مطبوعہ شہادتیں انشاءاللہ پیش کرونگا بشرطیکہ آپ مجھے یقین دلادیں کہ آپ اپنی غلطیوں کو چھوڑ دینگے۔ اخیر پر آپ نے جو گدھے کی مثال دی ہے اس میں آپ کا کیا قصور خدا تعالے تو تیرہ سو سال پیشتر اپنے حبیب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صاحب کمال گدھوں کی مثال دیچکا ہے۔ مولوی جی ذرا فرصت ہو تو آپ قرآن شریف کا سورہ جمعہ نکال کر پڑھیں۔

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

پھر اس آیت کو پڑھ کر اس پر تدبر کریں اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اپنی اندرونی حالت پر غور کریں امید ہے کہ آپ کو بہت کچھ نظر آجائیگا۔

مولوی فاضل صاحب! میں نیک نیتی اور آپ کی بھلائی کے لیے آخر میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گستاخیاں اور شوخیاں انسان کے اخلاقی اور روحانی قویٰ پر بہت برا اثر ڈالتی ہیں آپ اس طریق کو چھوڑ دیں حضرت خلیفة اللہ کے متعلق کوئی معقول اعتراض اگر آپکو ہے بشرطیکہ وہی اعتراض پہلے کسی راستباز اور **مامور من اللہ پر نہ کیا گیا ہو** آپ پیش کریں میں انشاءاللہ تعالے کوشش کرونگا کہ آپکو اس کے حل کرنے میں مدد دوں۔ اور نیز آپ اپنے اخبار کے ناظرین پر بھی

ظلم کرتے ہیں۔ میں نے محض خیر خواہی سے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ امید ہے آپ بھی ضد اور سرکشی دل سے دور کرینگے کیا عجب مولیٰ کریم آپ کو راہ راست نصیب کرے۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو مے گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کفارہ کا تازہ کرشمہ

روزنامہ پیسہ رقمطراز ہے کہ پادری ڈاکٹر سٹینڈ کس پرنسپل یونائیٹڈ فری چرچ مشن آرفنیج (یتیم خانہ) بھنڈارا (صوبجات وسطی) پر ایک نہایت خطرناک فعل میں ملوث ہونے کی وجہ سے مقدمہ چلنے والا ہے یہ پادری صاحب اس یتیم خانہ کے افسر اور مدرسہ کے پرنسپل اور مسیح کے گلہ کے چوپان تھے انہوں نے گلہ پر بھیڑیے کا سلوک شروع کر دیا ۳۰ اگست گذشتہ کی شب کو مشن کے لڑکوں نے پادری صاحب کے کمرہ میں ایک مشن کی لڑکی کو ایسے حالات میں دیکھا کہ جن کی تفصیل درج کرنا لاحاصل ہے پادری صاحب سمجھ گئے کہ اب خرابی آئی دوسرے روز مشن کو اپنی ملازمت کا استعفا دیدیا اور جھٹ جہاز پر سوار ہو کر سیدھے ولایت چلدیے پادری صاحب کی غیر حاضری میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ۱۰-۱۲ اور بدنصیب لڑکیوں کے ساتھ پادری صاحب یہی شرمناک سلوک کرچکے تھے جو جبر کی حد تک پہنچا تھا۔ پولیس نے لنڈن کی پولیس کو بذریعہ تار اطلاع دی اور پادری صاحب گرفتار ہو کر زیر حراست جوابدہی کے لیے ہندوستان آرہے ہیں نہایت افسوس کی بات ہے کہ ان باکرہ لڑکیوں کو اس ظالم پادری نے برباد کر دیا اور بھنڈارا میں کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔

زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والوں کو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے۔

(الحکم۔ پادری صاحب کا مقدمہ قابل دید ہوگا کیونکہ اس سے عیسائیت کے زبردست مسئلہ کفارہ کی حقیقت کھلے گی اگر پادری صاحب نے کچھ بھی اپنے کفارہ سے فائدہ اٹھایا ہے تو عجیب لطف ہوگا اور انجیل کی تعلیم کی قلعی کھل جائے گی۔ یہ مقدمہ بہر حال دلچسپ ہوگا جو مذہبی دنیا میں خاص توجہ سے دیکھا جاوے گا۔ میں پیسہ اخبار کی آخری رائے سے بالکل متفق ہوں کہ زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والوں کو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے)

گالیوں سے مذہب کی اشاعت نہیں ہوتی

گذشتہ ایام میں ہمعصر ہندوستانی لکھنؤ نے آریوں کی خانہ جنگی پر ایک معقول مبسوط آرٹیکل لکھا تھا جس میں آریوں کے اس طرز کلام پر بھی گفتگو کی تھی جو وہ دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور پیشواؤں کی نسبت استعمال کرتے ہیں آریہ سماج کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ تیز زبانی سے کام نہ لیں۔ حقیقت میں گالیاں دینا اور سوء ادبی سے کلام کرنا کسی مذہب کی خوبی اور اشاعت کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اول ہی اخلاقی حالت پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک شخص جامہ سے باہر ہو کر اپنے مخالف کو گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے تو اس مذہب کی دوسری خوبیوں کی تلاش بیفائدہ ہے۔ آریہ سماج کے بعض دریدہ دہن لوگوں کی سعی سے آگرہ میں عطر قرآنی نام اشتہار پر تازہ سرٹیفکٹ عدالت کے ذریعہ ۵۰ روپیہ جرمانہ ہو کر ملا ہے جس کا مجھے افسوس ہے آریہ سماج کو اپنے مناظروں کے لٹریچر کی بہت اصلاح کرنی چاہیے حال میں جو کتاب دھرم پال کے نام جالندھر کے مطبع سے شائع ہوئی ہے وہ آریوں کی دریدہ دہنی دکھلانے کے لیے اچھا نمونہ ہے اگرچہ کتاب دھرم پال نے لکھی ہے تو مجھے سخت افسوس ہے کہ اس نے آریہ ہو کر کیا سیکھا؟ اس کتاب کے اکثر مضامین ایسے ہیں جو گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس میں لائے جانے کے قابل ہیں۔

مردہ جلانیوالی سوسائٹی

کلکتہ میں مردہ جلانیوالی انگریزی سوسائٹی مردوں کے جلانے میں آگ کی بجائے برقی طاقت سے کام لینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے ہمیں اس سوال پر تو سردست بحث کی ضرورت نہیں کہ مردہ جلانا چاہیے یا دبانا مگر سوسائٹی مذکور کی تجویز سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ آریوں کی مذہبی فلاسفی کو صدمہ پہونچے گا کیونکہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں جو مردہ جلانے کے متعلق رسومات اور لوازمات وید سے اخذ کر کے پیش کیے گئے ہیں اور جو تکلیف مالا یطاق کے نیچے ہیں۔ وہ وید کی ناواقفی پر محمول ٹھیرینگے۔ اگر بجلی کے ذریعہ مردہ کا جلانا ضروری تھا تو وید یا اس کے شارحین نے کیوں پہلے سے ہی صورت نہ بتادی۔ وہ بہت دریاؤں کی اسنان کر کے آریہ بھائی اس نسخہ کو تلاش کر کے بتادیں۔

اختیار الاسلام پر میری رائے نکلی ہے اسکے ضمن میں میں نے حضرت حکیم الامت کی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا مصنف صاحب حکیم الامت کے ان الفاظ کی خواہش کرتے ہیں جنکو میں خوشی اور فخر کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔

"جہانتک میرے صرف کرنے سے مجھے فرصت ملا کیا ہے میں دلیری سے اس امر کے کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حق کے طالب ایک طرف ترک اسلام اور دوسری طرف میں مسلمان ہوگیا پڑھیں تو غالباً ناظرین کو یقین ہو جاوے گا کہ حق کیا چیز ہے؟ اور حق کو دبا کر کیا چیز اسکے شائع کیا ہیں"

مہاتما بدھ کی یادگار

اعلیٰ درجہ کے کامل انسانوں کی یادگار بنفس الامر ایک عمدہ چیز ہے کیونکہ وہ یادگار ہر وقت ان کمالات کی جو صاحب یادگار میں تھے تلقین کرتی رہتی ہے لیکن کیا اینٹ اور پتھر کی کوئی عمدہ اور بہترین یادگار ہیں؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم جو روحانی کمالات اور تعلیمات کی کامل معلم ہے یادگار کے مسئلہ کو لیا ہے تو یہ فرمایا ہے **وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ** الآیہ

میں اس وقت اس آیت کی تشریح پر زیادہ کہنے کا موقع نہیں پاتا پھر کبھی خدا نے چاہا تو دل کھولکر لکھونگا سردست مجھے یہ خبر کردینا ہے کہ منڈلے کے بدھ صاحبان نے گوتم بدھ کا بت قائم کرنے کی تجویز کی ہے سنگ مرمر کا ہوگا ہیں صرف کندہ کی قیمت چار سو روپیہ ہے جو ایک تاجر نے دی ہے طیار ہونے پر بت ۳۰ فٹ ہوگا اور ایک پہاڑی پر نصب کیا جاویگا بارش اور دھوپ سے سایہ کا انتظام ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس یادگاری بت سے پبلک کو کیا فائدہ ہوگا؟ بجز اسکے کہ جاہلوں اور ضعیف الاعتقادوں کی ایک اچھی اعتقاد پیدا ہو جاوے گی۔

اسلام کے کمالات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے اختیار درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے کیسی زندہ یادگار ہے ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدہ لوگ ہوتے ہیں جو انہیں تعلیمات کا جو حضور علیہ الصلوٰة والسلام لیکر آئے تھے زندہ نمونہ ہوتے ہیں کیونکہ ان تعلیمات کی شرائط و نتائج وہ اپنی عملی حالت میں دکھلاتے ہیں خدائی تائیدات اور نصرتوں کا ثبوت اپنے حال سے پیش کرتے ہیں۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی یادگار پیش نہیں کرسکتا آج بھی خدا کا مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زندہ یادگار موجود ہے ہاں تو اہل دل کو كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ +

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے

کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

چنانچہ بہت سے عزیز مقربوں نے یہ کام شروع کیا۔ کسی نے مکمل حالات تو اس رہبر کے تحریر نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے جو کچھ یا تو خود یاد تھا یا ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کے نتائج کو جنہوں نے اس پیارے رہبر کو دیکھا تھا یا اس کی بہت کچھ سنا تھا قلمبند کر دیا لیکن پھر عرصہ کے بعد جوں جوں اسکی شکل لوگوں کی نگاہ سے اور بھی زیادہ دور ہوتی گئی۔ تو یہ خیال آیا کہ یہ تمام بیانات اکٹھے کرنے چاہئیں۔ تاکہ حتے الامکان اسکی زندگی کی مکمل تاریخ تیار ہو سکے اس لئے اس کی موت کو بہت تھوڑا عرصہ ہی اس کے بعض وفادار پیرؤوں نے اسکی تعلیم اور زندگی کے حالات کا تحریر کرنا اور ترتیب دینا علیحدہ علیحدہ اپنے ذمہ لیا ایک ترتیب کنندہ نے ان روایتوں اور تحریرات کو مد نظر رکھکر جن کے ساتھ مسیح کا نام وابستہ چلا آیا ہے اور خاصکر یہودی عیسائیوں کے مطلب کے لئے متی کے مطابق انجیل لکھدی اور ایسا ہی مختلف حالات میں لوقا اور مرقس کے ساتھ ہوا ہے۔ تین پہلی انجیلوں کو موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے ٹھیک اسی عمل میں سے گذرنا پڑا وہ اپنے بیانات کے لحاظ سے بہت ملتے جلتے ہیں اسی سبب سے انہیں Synoptics کا نام دیا گیا ہے مگر تاہم وہ ایک دوسرے سے اسقدر مختلف ہیں کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ انمیں سے ہر ایک انجیل علیحدہ علیحدہ تیار ہوئی۔ ان کے مورخوں نے ایک ہی قسم کی مشترکہ تحریرات پر ان کو انحصار رکھا مگر ساتھ ہی ایسے حالات ان میں موجود تھے جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے

چوتھی انجیل اور بھی بعد کی معلوم ہوتی ہے اور اس لئے وہ تاریخی لحاظ سے بہت کم قابل اعتبار ہے۔ غالباً ایک شخص یوحنا نامی نے اسے تحریر کیا ہے۔ وہ یوحنا حواری نہیں جو غالباً مکاشفات کی کتاب کا مصنف تھا جو چوتھی انجیل سے مختلف طرز پر ہے۔ یہ انجیل ایک غیر ملک میں تصنیف ہوئی اور اسپر جنابی خیالات کی مہر لگی ہوئی ہے اور اسمیں مصری اور یونانی خیال کو مسیح کے مقصد اور تعلیم کے ساتھ ملانے کی زبردست کوشش کیگئی ہے مصنف نے اپنے فلسفانہ اور روحانی خیالات کو مسیح کے نام اور حوالہ دیا ہے۔

رسولوں کے اعمال کی کتاب لوقا کی انجیل کے مولف نے تحریر کی ہے۔ اور اسمیں پطرس اور پال کے کام اور تعلیم کو تفصیلت دیگئی ہے اگر پال کے خطوط معتبر ہیں۔ تو رسولوں کے اعمال کی کتاب تاریخی لحاظ سے قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس کتاب میں پطرس کے مشہور چال چلن میں پال کی آزاد مشربی اور پال کے اعلیٰ دل میں پطرس کی تنگ دلی اسقدر گہری ہوئی ہے جس سے بلا تامل اسکی اصلی استدلال پتہ لگ جاتا ہے یعنی یہ کہ قدیم عیسائیوں میں جو آپس میں دو مخالف فریق تھے انمیں صلح کرا دی۔

ان بہت سے خطوط کو جو کلیساؤں کی طرف لکھے گئے تھے پولس سے جو جنٹائل لوگوں کا بڑا بھاری رسول تھا منسوب کیا جاتا ہے وہ درحقیقت پولس کی ہی تحریر ہیں یعنی وہ خطوط جو رومیوں۔ قرنتیوں اور گلتیوں کی طرف لکھے گئے تھے۔ اگرچہ افسیوں اور عبرانیوں کے خطوط پولس کی تحریر بالکل نہیں ہیں۔ پولس کی تحریرات میں ہمیں مسیح کی ایک اور ہی مختلف تصویر ملتی ہے جو اور انجیلوں میں نہیں پائی جاتی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پولس نے مسیح کو کبھی دیکھا نہیں اور اس نے اپنے فلسفانہ خیالات کے مطابق ایک فرضی تصویر ایک نہایت اعلیٰ نمونہ دکھلانے کیلئے کھینچی ہے آجکل کے عام عیسائیوں کے علم الٰہیات گویا پولس کی بیہودہ اور غلط تعلیم کا نتیجہ ہے اس قسم کی تعلیم پہلی تین انجیلوں میں نہیں پائی جاتی ہے اور نہ خود مسیح کی یہ تعلیم تھی۔ یہ صرف فلسفہ علم الٰہیات کا ایک پہلو ہے جو کچھ تو یوحنا کی تعلیم پر اور زیادہ تر کچھ پولس پر منحصر ہے۔ اگرچہ ان دونوں میں سے کسی نے بھی اس پیغمبر کو جسکی بابت انہوں نے رائے زنی کی ہے نہ دیکھا ہی ہے نہ اس کا ذکر سنا ہے۔ یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ پولس کو مسیح کی معجزہ کے طور پر پیدا ہونے کا مطلق علم نہ تھا اور نہ ہمکو یہ شہادت ملتی ہے کہ اسے ان معجزات میں جنہیں مسیح کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے کچھ یقین تھا جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ پولس کے خطوط نئے عہد نامہ میں سب سے پہلی کتاب ہے تو مقصد یا واقع کی وقعت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور وہ انجیلیں جنمیں یہ روایتی واقعات لکھے ہیں بعد میں تیار ہوتی ہیں۔ اگر پولس کو انکی بابت کچھ بھی معلوم ہوتا اور وہ یقیناً ان کا حوالہ دیتا کیونکہ جیسا وہ جاہل اور ضعیف الیقین لوگوں میں جو ہمیشہ کوئی نشانی یا ثبوت چاہتے تھے۔ روحانی صداقتیں ذہن نشین کرانا چاہتا تھا تو اس قسم کے حوالے اسکے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے۔ جب غیر پیغمبر مسیح کے پاس اس کی نبوت کا کوئی ثبوت مانگنے آئے تو اس نے سرد آہ بھر کر کہا۔ اس نسل کے لوگ کیوں ثبوت کے خواستگار ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کو کسی قسم کا نشان نہیں دیا جاوے گا۔ جب مسیح نے یہ دیکھا کہ لوگوں میں اسقدر روم پرستی پیدا ہو گیا ہے کہ وہ روحانی طاقت کے ثبوت میں نشانی چاہتے ہیں تو اوس کا سرد آہ بھرنا بالکل بجا تھا۔ کاشکہ مسیح اب بھی اپنے پیرؤوں کو اسی قسم کے پیغام سے ملزم کرتا

اس نئے عہد نامہ میں چند ایسے خطوط ہیں جو اور شاگردوں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ جنمیں سے یعقوب کا مہربانی سے بھرا ہوا اعلیٰ قسم کا خط ہے اور عجیب تمثیل یا خواب ہے جو غالباً بندش کے لحاظ سے یہودی معلوم ہوتا ہے اس کو یوحنا حواری نے پھر دوبارہ دیکھ کر ٹھیک ٹھاک کیا ہے اس کی تعبیر علم الٰہیات کے ماہرین سے لایق ماہر بھی تشفی بخش طریقہ پر نہیں بتلا سکتے۔ لیکن اس نے صاف صاف طور پر اس بات کی تعلیم دی ہے کہ دنیا کا انجام جلد آنیوالا ہے پہلے عیسائی اس مسئلہ کے قائل تھے تا امیدی کر اس مسئلہ کے الٹنے پر لگی ہوئی تھی

عیسائی مذہب کی تواریخ کے بہت پچھلے زمانہ میں نئے عہد نامہ کے ضوابط مقرر ہوئے اور حدود بندی ہوئی۔ ضابطہ کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کیونکہ اس کے نہ ہونے سے بہت سی نامناسب کارروائی ہونے لگی یہ بھی تحقیق نہ تھا کہ کون کون سی کتابیں اسمیں شامل ہیں اور بعض کتابوں کی تعلیم ایک دوسرے سے بالکل مخالف اور متضاد تھی بارہا چرچ کے افسروں کے حکم سے ضوابط مقرر ہوئے اور بارہا انمیں تبدیلی ہوئی کبھی تو یعقوب عبرانیوں۔ اور مکاشفہ کی کتابوں کو اس سے نکال دیا گیا۔ اور کبھی پھر شامل کر لیا گیا۔

بعض اوقات اور پرانی عیسائی تحریرات کو جو نئے عہد نامہ کی اپوکریفا (یعنی وہ کتابیں جن کے الہام پر یقین نہ ہو) کا حصہ ہیں یعنی کلیمنٹ۔ اور بارناباس ہرماس کے پاسبان۔ عبرانیوں کی انجیل وغیرہ کتابوں کو اسمیں شامل کیا جاتا تھا۔ اور برابر ایسا ہی رہا جب تک کرشتہ وین کارتھیج کی تیسری کونسل کے چرچ کے وکلا کی رائے سے الہام کی حدود کا قطعی فیصلہ کر دیا گیا۔ قدیم عیسائی پہلے عیسائی تحریرات کو خاص طور پر الہام شدہ نہیں مانتے تھے اور ہمیشہ شریعت اور پیغمبروں سے اپیل کرتے تھے۔ زمانہ کی جہالت اور علم کی کمی کی وجہ سے یہ خیال نئے عہد نامہ میں اسطرح داخل ہو گیا جیسے کہ پرانے عہد نامہ کے ساتھ ہوا تھا۔ مورخین نے خود اس بات کا خیال نہیں کیا کہ وہ ایک طرح تواریخ لکھ رہے ہیں۔ اور برے بھلے واقعات کو بیان کر رہے ہیں جنکو آئندہ زمانہ میں خدا کی طرف سے لاخطا الہام سمجھا جاویگا۔ اسطرح ہماری انجیل نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی اور اسکی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہمیں یقین دلایا جاتا ہے یہ ایک کتاب نہیں ہے بلکہ ایک لٹریچر ہے اور وہ بھی دو قسم کا ہے ایک یہودی دوسرا عیسائی۔ کسقدر کم ایسے آدمی ہیں جو کبھی یہ سوچتے ہیں کہ کسقدر بیش بہا خزانہ اس پرانی انجیل کے اندر بھرا ہوا ہے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس کی بابت شور و غوغا مچاتے ہیں مگر ان سے انجیل کی تواریخ ایک سربستہ کتاب ہے اور اس لئے وہ مناسب طور پر اس کی تعبیر نہیں کر سکتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پادریوں میں سے بھی بہت زور کی آواز نکلتی ہے [illegible] ۔

انجیل ایک انسانی کتاب ہے

اسی بات میں ایک انجیل کی خوبی اور وقعت کا راز ہے۔ چونکہ اسمیں مختلف قسم کے تجربے اور زندگی کے انقلابات مندرج ہیں اس وجہ سے اسمیں ہماری موجودہ ضروریات کے مطابق بہت کچھ ملتا ہے تقریباً ہر ایک قسم کے واقعات کی نسبت جو انسان کے خیال میں آسکتے ہیں انمیں کچھ نہ کچھ درج ہے اس لئے ہم اس کے خوددار بیانات کو قبول کرتے ہیں۔ ہم [illegible] کو ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے پاتے ہیں اور ہم انہیں پڑھکر تسلی اور راحت پیدا کرتے ہیں اگرچہ پرانے عہد نامہ میں جو بیرحمی اور بے انصافی خدا کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ اس کتاب کے مبرا از خطا الہام ہونے کے مسئلہ کو بالکل منہدم کر دیتی ہے لیکن ان باتوں سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ متقدمین کا خدا کی بابت کیا خیال تھا اور اب ہمارا خدا کی بابت کیسا اعلیٰ اور بہا رفیع الخیال ہے ہمیں داؤد کی گالیوں اور اسکی برائیوں میں کچھ بھی کمی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسکو اس کے اصلی رنگ میں دیکھنا چاہئے۔ اور اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اسمیں اور انجیل کے اعلیٰ تر رہبروں میں کسقدر فرق موجود ہے۔ ممکن ہے کہ میرے مومن دوستوں کو واعظوں کے متشکک ہونے سے کچھ تکلیف پہنچے گو میں بھی خود اس قسم کے خیالات کے سخت مخالف ہوں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ بہت قدیم زمانہ سے دنیا میں یہ خیالات چلے آتے ہیں اور ان قدیم تحریرات کی وجہ سے میں انجیل کے دیرینہ پن کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں پرانے اور نئے عہد نامہ میں فرضی معجزوں کا ذکر ہے ان کے بھی گہرے معنی ہیں۔ کیونکہ وہ اس زمانہ کی ضعیف الیقینی اور ظاہری نبوت پر اعتبار رکھنے کے خیالی کو ظاہر کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ)